حضرت پیر سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی حالاتِ زندگی پر خوبصورت کتاب
سیرت
حضرت پیر سید وارث شاہ
رحمۃ اللہ علیہ
تالیف
محمد حسیب القادری
ناشر
اکبر بُک سیلرز لاہور
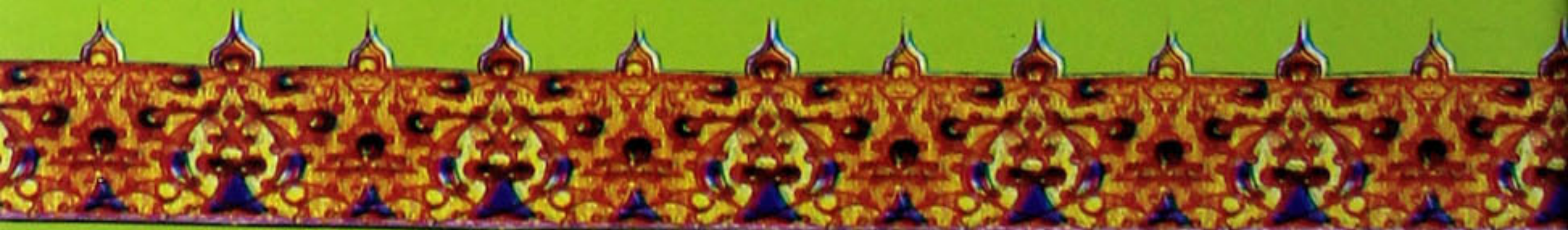
حضرت پیر سید وارث شاہؒ کی حالاتِ زندگی پر خوبصورت کتاب

سیرت

حضرت پیر سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ

تالیف:

محمد حسیب القادری

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

نام کتاب:	حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ
مصنف:	محمد حبیب القادری
پبلشرز:	اکبر بک سیلرز
تعداد:	600
قیمت:	120 -

...............ملنے کا پتہ...............

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور

Ph: 042 - 7352022

Mob: 0300-4477371

انتساب

سلطان العارفین، راحت العاشقین، فقیر الفقراء

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

نہ بچا بچا کے تو رکھ تو اسے ترا آئینہ ہے وہ آئینہ
جو شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں
کبھی بہر سجدہ جو جھک گیا تو حرم سے آنے لگیں صدا
ترا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں
نہ وہ عشق میں رہیں گرمیاں نہ وہ حسن میں رہیں شوخیاں
نہ وہ غزنوی میں مذاق ہے نہ وہ خم ہے زلف ایاز میں

فہرست

حرفِ آغاز

اللہ عزوجل کے نام سے شروع جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ ان کی آل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بے شمار درود وسلام۔

ایمان کے دو حصے ہیں ایک صبر اور دوسرا شکر۔ احادیث نبوی ﷺ سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ یہ دونوں صفات اسمائے حسنیٰ میں سے ہیں اور اللہ عزوجل نے اپنا نام صبور اور شکور بتایا ہے۔ صبر اور شکر کی فضیلت اور حقیقت سے بے خبر رہنا گویا ایمان سے بے خبر رہنا ہے اور اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر صبر اور شکر کی فضیلت بیان کی ہے اور صابرین اور شاکرین کی تعریف فرمائی ہے۔

صبر کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ٭

''اور صبر کرو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

شکر کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

وَسَنَجْزِی الشّٰکِرِیْنَ ٭

''اور شکر کرنے والوں کے لئے بہترین جزا ہے۔''

اللہ عزوجل کے برگزیدہ بندوں کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ انہوں نے مصائب کے نزول پر صبر کیا اور ہر حال میں اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتے رہے۔ اولیاء اللہ رحمہم اللہ، اتباع رسول اللہ ﷺ اور اتباع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندہ مثال ہیں اور اللہ عزوجل کے ان برگزیدہ بندوں

نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔لوگوں نے انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مانند تنقید کا نشانہ بنایا، انہیں تنگ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا مگر انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین ہونے کا صحیح حق ادا کیا اور انہوں نے لوگوں کی ایذا رسانیوں پر اُف تک نہ کیا بلکہ اپنے عمدہ اخلاق کے ذریعے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنالیا۔

ہم سے عبث ہے گمان رنجش خاطر
خاک میں عاشق کی غبار نہیں ہے

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بھی ان برگزیدہ اولیاء اللہ رحمہم اللہ میں ہوتا ہے جنہوں نے دین اسلام کی ترقی و ترویج کے لئے برصغیر پاک و ہند میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ شہرت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''ہیر وارث شاہ'' ہے جسے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے قبل لکھے گئے ہیر رانجھا کے تمام قصوں میں سب سے زیادہ مقبولیت حاصل ہے۔

ہماری بدقسمتی ہے کہ حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت پر کوئی مستند کتاب احاطہ تحریر میں نہیں لائی گئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت کے متعلق مختلف قیاس آرائیاں کتب سیر میں موجود ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و واقعات تاریخ کی کتب کا حصہ نہیں بنے حتیٰ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''ہیر وارث شاہ'' بھی اس قدر مسخ ہو چکی کہ اس میں بے شمار الحاقی اشعار شامل ہو گئے۔زیر نظر کتاب ''سیرت حضرت وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ'' میں کوشش کی گئی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت اور ہیر وارث شاہ کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا جائے۔امید ہے قارئین کو میری یہ کوشش پسند آ گئی۔

محمد حسیب القادری

حمد باری تعالیٰ

بندے سے تیری حمد خدایا محال ہے
کچھ کہہ سکوں زباں سے مری کیا مجال ہے

روح عظیم خالق ارض و سما ہے تو
یہ بات طے شدہ ہے کہ بے شک خدا ہے تو

ہے تیری ذات مخزن اسرارِ کائنات
کس کا یہ منہ بھلا کہ گنا دے تیری صفات

مرگ و زوال خلق خود اس کا ثبوت ہے
جو خالق حیات ہے وہ لایموت ہے

وہ کل ہے جس کا جزو نہیں تجزیہ نہیں
ایسا اگر نہ ہو تو خود ہی ہے خدا نہیں

ظاہر ہے صاف رعب ترا ماہ و سال سے
گردش میں کل نظام ہی خوف جلال سے

تیرے لئے نہ کوئی زیاں ہے نہ کوئی سود
ظاہر ہر ایک شے ہے اس پر بھی بے نمود

ہر ذرہ اپنی اپنی جگہ کوہِ طور ہے
عالم تمام عالم نور و ظہور ہے

نقش و نگار دامن لیل و نہار ہیں
خلاقیت کا تیرے عجب شاہکار ہیں

آنکھوں سے دید کا جو کسی کو خیال ہے
احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات آئینہ ذوالجلال ہے

نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میری جانب بھی ہو اِک نگاہِ کرم اے شفیع الوریٰ خاتم الانبیاء
آپ نورِ ازل آپ شمع حرم آپ شمس الضحیٰ خاتم الانبیاء

اے بُروں از سخن شاہد ذوالمنن فخر و شان زمن سد باب محن
نورِ حق من و عن مایۂ جان و تن مرحبا مرحبا خاتم الانبیاء

اے جمیل الشیم اے امام الامم آپ ہیں صاحب جود و ابر کرم
ہستی مغتنم ، قبلۂ محترم ، اے رسولِ خدا خاتم الانبیاء

اے فصیح البیاں، اے بلیغ اللساں، اے وحید الزماں ماورائے گماں
آپ کا نور ہے از کراں تا کراں، شاہد کبریا خاتم الانبیاء

مرسل مرسلاں، سرورِ عرشیاں، ہادی انس و جاں، مقبل مقبلاں
آپ کی ذات ہے باعث کن فکاں رازِ ارض و سما خاتم الانبیاء

آپ ہیں حق نگر آپ ہیں حق رسا سدرۃ المنتہیٰ آپ کے زیرِ پا
آپ ہیں مظہر ذات رب العلےٰ رہبرِ حق نما خاتم الانبیاء

آپ فخرِ عجم آپ شانِ عرب آپ فضلِ اتم آپ فیضانِ رب
سرور ذِی حشم شاہِ والانسب ، مرتضےٰ ، مجتبےٰ ، خاتم الانبیاء

آپ ہیں وجہ تخلیق کون ومکاں آپ کے دم سے ہیں یہ زمیں وزماں
آپ ہیں بے نشانی کا بین نشاں اے شہِ دوسرا خاتم الانبیاء

آپ شاہد بھی ہیں اور مشہود بھی ، آپ حامد بھی ہیں اور محمود بھی
آپ قاصد بھی ہیں اور مقصود بھی ، اے حبیب خدا خاتم الانبیاء

آپ کے سر پر لولاک کا تاج ہے آپ ہی کو فقط فخر معراج ہے
آپ کے ہاتھ اسلام کی لاج ہے یا نبی مصطفےٰ خاتم الانبیاء

آپ نور الہدیٰ کنز خلق و ادب آپ نطق خدا آپ اُمی لقب
ہے جمیلؔ آپ کے در کا ادنیٰ گدا ، بجز جود وسخا خاتم الانبیاء

درود پاک کی فضیلت

ایمان ملا ان کے صدقے قرآن ملا ان کے صدقے
رحمٰن ملا ان کے صدقے وہ کیا ہے جو ہم نے پایا نہیں

اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ؕ

"بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی ﷺ پر لہذا اے ایمان والو تم بھی ان پر درود اور سلام بھیجا کرو۔"

یہ آیت کریمہ مدینہ منورہ میں شعبان ۲ھ میں نازل ہوئی اس آیت مبارکہ میں اللہ عزوجل نے اہل ایمان والوں کو حکم دیا کہ تم حضور ﷺ پر درود وسلام بھیجو جس طرح میں اور میرے فرشتے ان پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِنَّ الدُّعَآءَ مَوْقُوْفٌ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَا مِنْهُ شَيْءٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ

"بے شک دعا زمین وآسمان کے درمیان روک دی جاتی ہے جب تک حضور نبی کریم ﷺ پر درود پاک نہ پڑھا جائے۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ

''دعا عبادت کا مغز ہے۔''

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلدُّعَآءُ ھُوَ الْعِبَادَةُ

''دعا عبادت ہے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشَرَ صَلَوَاتٍ

وَحُطَّتْ عَنْہُ عَشَرُ خَطِیَّاتٍ وَرُفِعَتْ لَہٗ عَشَرُدَ رَجَاتٍ

''جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا اور اس کے دس گناہوں کو معاف فرمائے گا اور دس درجے بلند فرمائے گا۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بروزِ محشر میرے سب سے زیادہ قریب وہ امتی ہوگا جو مجھ پر زیادہ درود بھیجنے والا ہوگا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْبَخِیْلُ الَّذِیْ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصِلِّ عَلَیَّ

''بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔''

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ کُنْتُ شَفِیْعَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ

''جس نے مجھ پر درود شریف پڑھا قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ ثَمَانِیْنَ مَرَّةً غُفِرَتْ ذُنُوْبُهٗ ثَمَانِیْنَ سَنَةً

''جس نے بروزِ جمعہ مجھ پراسی مرتبہ درود پڑھا اس کے اسی سال کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔''

وہ درودِ پاک ذیل ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درود پاک پیش کرنا چاہتا ہوں میں اپنی عبادت کا کتنا حصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درود کے لئے مخصوص کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنا تم چاہو۔ میں نے عرض کیا کیا ایک تہائی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنا تم چاہو اگر تم زیادہ کرو گے تو تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا کیا آدھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم زیادہ کرو گے تو تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا کیا دو تہائی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم زیادہ کرو گے تو تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا میں اپنی عبادت کا سارا وقت ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے لئے مخصوص کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم ایسا کرو گے تو یہ تمہارے لئے کافی ہوگا اور تمہارے گناہوں کو مٹادے گا۔

عشق او سرمایہ جمعیت است
ہمچو خوں اندر عروق ملت است

اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جانب وحی فرمائی اے موسیٰ علیہ السلام! اگر تم چاہو کہ میں تمہارے اس قدر نزدیک ہو جاؤں جس طرح تمہارا کلام تمہاری زبان کے

نزدیک ہے اور تمہارے دل کی دھڑکن تمہارے دل کے قریب ہے اور تمہاری روح تمہارے جسم کے قریب ہے اور تمہاری بصارت تمہاری آنکھ کے قریب ہے اور تمہاری سماعت تمہارے کان کے قریب ہے اور تمہاری جان تمہاری شہ رگ کے قریب ہے تم میرے حبیب ﷺ پر درود پڑھا کرو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جو حضور نبی کریم ﷺ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھے اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے اس پر رحمتیں بھیجتے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم اپنی مجالس میں مجھ پر درود پاک پڑھ کرو اور تمہارا درود پاک پڑھنا بروزِ محشر تمہارے لئے نور ہوگا۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے آج رات عجب منظر دیکھا کہ میرا ایک امتی پل صراط سے گزرنے لگا کبھی وہ چلتا تھا اور کبھی وہ گرتا تھا اور کبھی وہ ڈگمگانے لگتا تھا پھر اس کا مجھ پر پڑھا ہوا درود پاک آیا اور اس نے اس امتی کا ہاتھ پکڑ کر اسے پل صراط پر کھڑا کیا اور اسے پل صراط پار کروا دیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے مجھ پر دن بھر میں ہزار مرتبہ درود پاک پڑھا اس کی موت اس وقت تک نہ ہوگی جب تک وہ جنت میں اپنا مقام نہ دیکھ لے گا۔

گر تو خواہی کہ دم از صحبت ایناں بزنی

خاک پائے ہمہ شو تا کہ بیابی مقصود

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم رات کو سونے سے قبل پانچ کام کیا کرو؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان پانچ کاموں کے متعلق دریافت کیا تو

آپ ﷺ نے فرمایا پہلا کام یہ ہے کہ تم جنت کی قیمت ادا کر کے سویا کرو، دوسرا کام یہ ہے کہ ایک قرآن مجید ختم کر کے سویا کرو، تیسرا کام یہ ہے کہ تم چار ہزار دینار صدقہ ادا کر کے سویا کرو، چوتھا کام یہ ہے کہ تم ایک مرتبہ حج کر کے سویا کرو اور پانچواں کام یہ ہے کہ دو لڑنے والوں کے درمیان صلح کروا کر سویا کرو۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یہ سب کام تو بہت مشکل ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم مجھ پر تین مرتبہ درود پاک پڑھ لیا کرو یہ جنت کی قیمت ہے۔ تم تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ لیا کرو یہ ایک قرآن مجید ختم کرنے کے برابر ہے۔ تم ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھ لیا کرو یہ چار ہزار دینار کے صدقہ کے برابر ہے۔ تم چار مرتبہ تیسرا کلمہ پڑھ لیا کرو یہ ایک حج کے برابر ہے۔ تم دس مرتبہ استغفار پڑھ کر سویا کرو یہ دو لڑنے والوں کے مابین صلح کرنے کے برابر ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں یہ عمل اب ہر رات کیا کروں گا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے میں اس کے درود کو خود سنتا ہوں۔

روایات میں آتا ہے جو شخص ایک مرتبہ ذیل کی دعا پڑھے گا تو فرشتے ایک ہزار دن تک اس کے لئے دعا کرتے رہیں گے۔

جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَّا هُوَ اَهْلُهٗ

"اے اللہ! حضور نبی کریم ﷺ کو ایسی جزا عطا فرما جس کے آپ ﷺ اہل ہیں۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جو شخص حضور نبی کریم ﷺ پر ایک مرتبہ درود پاک بھیجے گا اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے اس پر ستر مرتبہ درود بھیجیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا فرشتے زمین کے گرد پھرتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جس کا سلام مجھے نہ پہنچایا جاتا ہو اور جو مجھ پر سلام بھیجتا ہے میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

نور او مقصودِ مخلوقات بود

اصل معدومات و موجودات بود

حضرت عبداللہ بن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ ہشاش بشاش تھا۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ پر رونق دیکھتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور اس نے کہا اللہ عزوجل فرماتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش نصیب ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں کوئی شخص ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھے گا میں اس پر دس مرتبہ درود پڑھوں گا اور جو ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجے گا میں دس مرتبہ اس پر سلام بھیجوں گا۔

جرم بخش و عیب پوش اے بے نیاز

عاصیاں راآگاہ و بیگہ چارہ ساز

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری زندگی تمہارے لئے بہتر ہے، تم مجھ سے باتیں کرتے ہو اور میں تم سے باتیں کرتا ہوں پھر جب میرا وصال ہوگا تو میرا وصال بھی تمہارے لئے بہتر ہوگا اور تمہارے اعمال میرے حضور پیش کئے جائیں گے اور اگر میں انہیں عمدہ دیکھوں گا تو اللہ عزوجل کی حمد بیان کروں گا اور اگر ان کے علاوہ دیکھوں گا تو تمہارے لئے بخشش کی دعا کروں گا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

❁❁❁

مختصر تعارف

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم مبارک ''سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ'' ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا اسم مبارک حضرت سیّد گل شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سادات گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ ولادت کے بارے میں کتب سیر میں مختلف آراء موجود ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ضلع شیخوپورہ کے ایک قصبہ جنڈیالہ شیر خان میں ہوئی جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک موجود ہے اور مرجع گاہ خلائق خاص وعام ہے۔

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم وتربیت بھی ایک معمہ ہے اور کسی بھی مستند کتاب سے یہ بات پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم کہاں سے حاصل کی مگر حضرت حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ مخدوم قصور کی شاگردی کے متعلق آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ''ہیر وارث شاہ'' میں بیان کیا ہے۔

ایویں باہروں شان، خراب وِچوں جویں ڈھول سہاونا دور دا اے
وارث شاہ وسنیک جنڈیالڑے دا شاگرد مخدوم قصور دا اے

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ تکمیل ظاہری علوم کے بعد پاک پتن تشریف لے گئے اور حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر حاضر ہوئے اور وہاں کے گدی نشین حضرت خواجہ دیوان محمد یار چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر سلسلہ عالیہ چشتیہ میں بیعت ہوئے اور سلوک کی منازل طے کیں۔

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی زندگی کا بیشتر حصہ سیاحت میں بسر کیا

اور لاہور و قصور کے علاوہ دہلی، مدراس، آگرہ، کلکتہ، بمبئی، بلوچستان، سندھ و کشمیر کے متعدد مقامات کے علاوہ ایران، عراق، فلسطین، مصر اور سعودی عرب کی بھی سیاحت کی اور اس کے علاوہ جب ہیر وارث شاہ شروع کی تو اس کی تصنیف سے قبل ان مقامات کا بھی دورہ کیا جن کا ذکر اس قصہ میں ملتا ہے اور ان تمام تاریخی عمارات کو دیکھا جو اس قصہ میں بیان ہوتی آئی ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ دورانِ سیاحت تخت ہزارہ میں موجود رانجھا کی مسجد میں بھی کچھ عرصہ مقیم رہے اور وہاں معتکف ہوئے۔

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے بے شمار کتب تصنیف کیں جن میں ہیر وارث شاہ، سسی وارث شاہ، معراج نامہ، باراں ماہ، سی حرفی، دوہڑہ جات، شرح قصیدہ بردہ شریف، چوہڑیٹی، اشتر نامہ، عبرت نامہ اور نصیحت نامہ کا ذکر کتب سیر میں ملتا ہے۔

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''ہیر وارث شاہ'' اپنے دوستوں کی فرمائش پر شروع کی اور اس کا ذکر بھی ہیر وارث شاہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود فرمایا ہے۔

ختم رب دے کرم دے نال ہوئی فرمائش پیارڑے یار دی سی

ایسا شعر کیتا پُرمغز موزوں جیہا موتیاں لڑی شہوار دی سی

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہیر وارث شاہ صرف ہیر اور رانجھا کا قصہ نہیں بلکہ یہ معرفت کا انمول خزانہ ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آخری اشعار میں اس قصہ کے متعلق لکھا ہے کہ اس قصہ میں ہیر کو روح سے تشبیہ دی ہے اور چاک یعنی رانجھا کو انسانی جسم سے تشبیہ دی ہے اور اسی طرح اس قصہ کے دیگر کرداروں کو بھی معرفت کے رنگ میں بیان کیا ہے جس کے متعلق ہم اگلے صفحات میں انشاء اللہ عزوجل بیان فرمائیں گے۔

حکیم عبدالغفور کہتے ہیں ہیر وارث شاہ درحقیقت ایک عاشق اور محبوبہ کی داستان نہیں بلکہ یہ جسم اور روح کی کہانی ہے جو انسان کی پیدائش سے اس کی موت تک کی کہانی ہے اور پڑھنے والوں کے لئے راہِ نجات ہے۔

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ وہ ہے جب پنجاب میں سکھوں کی شورش جاری تھی اور رنجیت سنگھ پنجاب کے بیشتر حصہ پر قابض ہو چکا تھا، مغلیہ سلطنت زوال کا شکار تھی اور مغل بادشاہ محمد شاہ رنگیلا تخت نشین تھا مگر اس کی عیاشیوں اور حکومتی امور سے لاپرواہی کی وجہ سے برصغیر میں جگہ جگہ بغاوتیں شروع ہو گئی تھیں۔ اس دوران احمد شاہ ابدالی اور نادر شاہ افغانی بھی اپنے اپنے لشکر لے کر برصغیر پر حملہ آور ہوئے اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی جگہ درباری مولویوں نے لے لی تھی جو لوگوں کی اصلاح کی بجائے مذہبی تفرقہ بازی کو فروغ دے رہے تھے۔ الغرض مسلمان اس وقت برصغیر میں زوال کا شکار تھے اور ان کا برصغیر میں سنہری دور اب ختم ہوتا جا رہا تھا۔

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی شادی کے متعلق بھی کتب سیر میں مختلف آراء موجود ہیں۔ کچھ مؤرخین کے نزدیک آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی شادی نہیں کی جبکہ کچھ مؤرخین کے نزدیک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شادی ہوئی تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بیٹی بھی تھی۔

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دیگر حالات وواقعات کی مانند آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال کے متعلق بھی کتب سیر میں مختلف آراء موجود ہیں اور مؤرخین میں جس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے اسی طرح تاریخ وصال اور سن وصال میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔

نام ونسب

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم مبارک ''سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ'' ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق سادات گھرانے سے ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت سیّد گل شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

قطرہ دریا میں جو مل جائے تو دریا ہو جائے
کام اچھا ہے وہ جس کا کہ مال اچھا ہے
خضر سلطاں کو رکھے خالق اکبر سرسبز
شاہ کے باغ میں یہ تازہ نہال اچھا ہے

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ نسب کے متعلق کتب سیر میں متعدد آراء موجود ہیں مگر ان سب سے قطع نظر آپ رحمۃ اللہ علیہ حسینی سیّد ہیں۔ بیشتر مورخین کے نزدیک آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب ذیل ہے:

۱۔ حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۲۔ بن حضرت سیّد گل شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۳۔ بن حضرت سیّد گلے شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۴۔ بن حضرت سیّد احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۵۔ بن حضرت سیّد تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ
۶۔ بن حضرت سیّد یعقوب شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۷۔ بن حضرت سیّد رحمت اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ بن حضرت سیّد رضا الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ بن حضرت سیّد مرتضٰی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔ بن حضرت سیّد بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔ بن حضرت سیّد دیوان سلطان صدرالدین محمد خطیب رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔ بن حضرت سیّد محمود مکی شیر رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔ بن حضرت سیّد شجاع رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔ بن حضرت سیّد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۔ بن حضرت سیّد قاسم رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۔ بن حضرت سیّد زید رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۔ بن حضرت سیّد جعفر رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۔ بن حضرت سیّد حمزہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۔ بن حضرت سیّد ہارون رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۔ بن حضرت سیّد عقیل رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۔ بن حضرت سیّد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۔ بن حضرت سیّد علی اصغر رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۔ بن حضرت سیّد جعفر ثانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۔ بن حضرت سیّد امام نقی رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۔ بن حضرت سیّد امام تقی رحمۃ اللہ علیہ

۲۶۔ بن حضرت سیّد امام موسیٰ رضا رحمۃ اللہ علیہ

۲۷۔ بن حضرت سیّد امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ

۲۸۔ بن حضرت سیّد امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ

۲۹۔ بن حضرت سیّد امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ

۳۰۔ بن حضرت سیّد امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ

۳۱۔ بن حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

۳۲۔ بن حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

۳۳۔ بن حضرت ابو طالب

۳۴۔ بن حضرت عبد المطلب

۳۵۔ بن ہاشم

۳۶۔ بن عبد مناف

کچھ محققین کے نزدیک حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے جد امجد حضرت سیّد بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ تک یوں ہے:

۱۔ حضرت سیّد بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ بن حضرت سیّد سلطان محمود مکی رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ بن حضرت سیّد محمد نجاع رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ بن حضرت سیّد ابو القاسم رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ بن حضرت سیّد جعفر رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ بن حضرت سیّد زید رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ بن حضرت سیّد حمزہ رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ بن حضرت سیّد ہارون رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ بن حضرت سیّد عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔ بن حضرت سیّد عقیل رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔ بن حضرت سیّد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔ بن حضرت سیّد علی اصغر رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔ بن حضرت سیّد جعفر ثانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔ بن حضرت سیّد امام محمد نقی رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۔ بن حضرت سیّد امام محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۔ بن حضرت سیّد امام موسیٰ رضا رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۔ بن حضرت سیّد امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۔ بن حضرت سیّد امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۔ بن حضرت سیّد امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۔ بن حضرت سیّد امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۔ بن حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

۲۲۔ بن حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

ویسول نے اپنے پی ایچ ڈی مقالہ میں حضرت سیّد بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت سیّد امام محمد نقی رحمۃ اللہ علیہ تک کا سلسلہ نسب یوں بیان کیا ہے:

۱۔ حضرت سیّد بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ بن حضرت سیّد محمد مکی رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ بن حضرت سیّد محمد شجاع رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ بن حضرت سیّد محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ بن حضرت سیّد امیر قاسم رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ بن حضرت سیّد ابوالمکارم رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ بن حضرت سیّد حمزہ رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ بن حضرت سیّد امیر ہارون رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ بن حضرت سیّد عقیل ملک رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔ بن حضرت سیّد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔ بن حضرت سیّد علی اصغر رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔ بن حضرت سیّد جعفر ثانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔ بن حضرت سیّد امام محمد نقی رحمۃ اللہ علیہ

ویسول نے اپنے پی ایچ ڈی مقالہ میں لکھا ہے کہ حضرت سیّد بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت سیّد محمد مکی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۶۰ء میں ایران سے ہجرت کر کے سندھ کے علاقہ بھکر میں تشریف لائے اور سندھ میں ان کی اولاد ''رضوی سیّد'' کے نام سے مشہور ہوئی اور پنجاب میں ان کی اولاد بھاکری سیّد اور بخاری سیّد کے نام سے مشہور ہوئی۔

سمجھے اسے وہی جو سنے اس کو غور سے
ہر سانس میں کسی کی صدا کچھ نہ کچھ تو ہے

ولادت باسعادت

حرم کے دل میں سوزِ آرزو پیدا نہیں ہوتا
کہ پیدائی تری اب تک حجاب آمیز ہے ساقی

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ پیدائش کے متعلق بھی متعدد روایات پائی جاتی ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و واقعات میں جس طرح محققین میں اختلاف پایا جاتا ہے اسی طرح پیدائش اور وصال کی تواریخ میں بھی بے شمار اختلافات پائے جاتے ہیں۔

ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد نے حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ پیدائش ۱۱۲۰ھ بمطابق ۱۷۰۹ء بیان کی ہے جبکہ سیّد طالب بخاری نے حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی حضرت سیّد قاسم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شعر کے حوالہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ پیدائش ۱۱۳۰ھ بیان کی ہے۔

یارا سے تیہہ ہجری آیا پنج ربیع الثانی
دن جمعے دا وقت تہجد جمیا وارث جانی

ڈاکٹر اختر جعفری نے حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ پیدائش ۱۱۱۴ھ بیان کی ہے اور حفیظ تائب اور غلام رسول آزاد نے ۱۱۲۲ھ بیان کی ہے۔

چودھری محمد افضل نے حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ پیدائش ۱۱۳۰ھ بیان کی ہے جبکہ ڈاکٹر شائستہ نزہت نے اپنے پی ایچ ڈی مقالہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ پیدائش حضرت سیّد قاسم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے شعر کے مطابق ۵ ربیع الثانی ۱۱۳۰ھ بیان کی ہے۔

پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی لکھتے ہیں حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ بردہ شریف کا پنجابی زبان میں منظوم ترجمہ کیا اور اس میں قصیدہ بردہ شریف کی تحریر کا سال اور اپنے وطن کا ذکر ان اشعار کے ذریعہ کیا ہے۔

ناؤں مصنف سیّد وارث وِچ جنڈیالے وَسّے
جیہڑا شیر خاں غازی جدھا سبھ کو اوتھے وَسّے
یاراں سو بونجا ہجری جد اے ظاہر ہوئے
تاں ایہہ بیت جواہر موتی لڑیاں وانگ پروئے
ایہہ ترجمہ راس کیتا میں اوس شرح تھیں بھائی
حضرت میئیں جمال چنابی جیہڑی شرح بنائی

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ بردہ شریف کا منظوم ترجمہ حضرت میاں جمال چنابی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح کی مدد سے کیا اور یہ ترجمہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۱۵۲ھ بمطابق ۱۷۳۹ء میں کیا اور اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک قریباً انیس یا بیس برس ہو تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ پیدائش ۱۷۲۰ء بنتی ہے۔

بقول حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ:

وارث شاہ سخن دا وارث نندے کون اینہاں نوں
حرف اوہدے تے انگل دھرنی ناہیں اَساں نوں

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ ضلع شیخوپورہ کے نواحی قصبہ جنڈیالہ شیر خاں میں پیدا ہوئے اور یہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔ جنڈیالہ شیر خاں، شیخوپورہ سے شمال جنوب کی جانب قریباً آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ذیل کے شعر سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جائے مقام کا پتہ چلتا ہے۔

وارث شاہ وسنیک جنڈیالڑے دا شاگرد مخدوم قصور دا اے

منشی گوپال داس اپنی کتاب ''تاریخ گوجرانوالہ'' میں لکھتا ہے کہ شیر خاں پٹھان، مغل بادشاہ اکبر کے زمانہ میں شاہی ملازم تھا اور شیر خاں پٹھان کا شمار امراء میں ہوتا تھا اس نے اپنے نام سے ایک قصبہ آباد کیا جس کا نام ''شیر کوٹ'' رکھا گیا۔

مفتی غلام سرور لاہوری نے جنڈیالہ شیر خاں کے متعلق لکھا ہے کہ اسے شیر خاں افغانی نے آباد کیا اور اس کا پہلا نام شیر کوٹ تھا جبکہ جنڈیالہ کا لفظ یہاں کسی پرانی آبادی کے نشان کے ٹیلہ کی وجہ اس شیر کوٹ کا حصہ بنا اور یہ علاقہ جنڈیالہ شیر کوٹ کے نام سے مشہور رہوا جو بعد میں جنڈیالہ شیر خاں بن گیا۔

ایسا جنوں بھی دیکھا ہے میں نے
جس نے سیئے ہیں تقدیر کے چاک

❖❖❖

تعلیم وتربیت

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے گھر اور جنڈیالہ شیر خاں کی ایک مقامی مسجد میں حاصل کی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم وتربیت کے متعلق بھی کوئی مستند روایت پایہ تکمیل تک نہیں پہنچتی اور نہ ہی یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم کہاں سے حاصل کی مگر حضرت حافظ غلام مرتضٰی رضی اللہ عنہ مخدوم قصور کی شاگردی کے حوالہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ''ہیر وارث شاہ'' کے ذیل کے اشعار سے رہنمائی ملتی ہے۔

ایویں باہروں شان ، خراب وِچوں جویں ڈھول سہاونا دور دا اے
وارث شاہ وسنیک جنڈیالڑے دا شاگرد مخدوم قصور دا اے

''باہر سے شان وشوکت والے مگر اندر سے بدباطن جیسے دور کے
ڈھول سہانے ہوتے ہیں۔وارث شاہ (رحمۃ اللہ علیہ) جنڈیالہ کا رہنے
والا ہے جو مخدوم قصور کا شاگرد ہے۔''

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ ابتدائی تعلیم کے بعد قصور تشریف لے گئے اور مخدوم قصور حضرت حافظ غلام مرتضٰی رحمۃ اللہ علیہ جامع مسجد ومدرسہ حسین خاں میں صدر مدرس تھے ان کے شاگرد ہوئے۔

کچھ مؤرخین کے نزدیک حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد مولانا غلام محی الدین تھے جو غلط ہے کیونکہ مولانا غلام محی الدین کی تاریخ پیدائش ۱۲۰۲ھ ہے اور حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معرکۃ الآراء تصنیف ''ہیر وارث شاہ'' ۱۱۸۰ھ میں مکمل کی۔

ڈاکٹر فقیر محمد فقیر نے مولوی داؤد ایڈووکیٹ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ان کے بزرگوں نے حضرت حافظ غلام مرتضیٰ کے حالات مرتب کئے اور مولوی داؤد نے لکھا ہے کہ حضرت سیّد عبداللہ المعروف حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ دونوں ہی حضرت حافظ غلام مرتضیٰ کے شاگرد تھے۔ حضرت حافظ غلام مرتضیٰ کو جب حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''ہیر وارث شاہ'' کا علم ہوا تو انہوں نے ناراضگی کا اظہار کیا پھر حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے قصور آ کر اپنے استاد کو ہیر کے چند اشعار سنائے جنہیں سن کر حضرت حافظ غلام مرتضیٰ پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی۔

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''ہیر وارث شاہ'' میں بے شمار تمثیلوں اور مختلف واقعات کا ذکر کیا ہے مگر کہیں بھی انہوں نے حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر نہیں کیا اسی طرح حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے کسی شعر میں حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ یا جنڈیالہ شیر خاں کا ذکر نہیں کیا۔

بیشتر مؤرخین کے نزدیک حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ دونوں ہی مخدوم قصور حضرت حافظ غلام مرتضیٰ کے شاگرد رہے مگر دونوں کے ادوار میں فرق ہے۔ حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۱۷۱ھ میں وصال پایا جبکہ حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''ہیر وارث شاہ'' ۱۱۸۰ھ میں تصنیف کی۔

سیّد طالب بخاری لکھتے ہیں حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو بے شمار زبانوں پر عبور حاصل تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ عربی، فارسی، پنجابی، ہندی، سندھی، چینی، بلوچی، سنسکرت اور بھاکھا زبانوں میں تمام مروجہ علوم میں مہارت حاصل تھی۔

سیّد طالب بخاری لکھتے ہیں حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو طبی علوم پر بھی دسترس حاصل تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے طبی علوم کی تعلیم ''لقمان بیگم'' سکنہ لاہور سے حاصل کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے طب کی معروف کتب میزان الطب، طب یوسفی، طب اکبر، قانون موجز،

دستور العلاج، کفایہ منصوری، قرابادین شفائی، قرابادین قادری، تحفہ مومنی اور وید منوت وغیرہ کا علم حاصل کیا اور ان کتب کے متعلق "ہیر وارث شاہ" کے ان اشعار سے بھی پتہ چلتا ہے۔

کدوں یوسفی طِب میزان پڑھیوں دستور علاج سکھاوے وے
قرطاس سکندری طِب اکبر ذخیریوں باب سناونے وے
قانون موجز تحفہ مومنیں بھی کفایہ منصوری تھیں پاونے وے
پران سنگلی وید تحفہ منوت سمرت نرگھنٹ دے دھیاء وِچ پڑھاوے وے
قرابادین شفائی تے قادری بھی متفرقہ طب پڑھ جاونے وے

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے نصابی کتب میں تعلیل، تعطیل، میزان، منطق، صرف بہائی، صرف میر، انواع باراں، سلطانیہ، معارج النبوۃ، کنز، مسعودی، خانی، حیرت الفقہ، خلاصہ، روضۃ، شرح ملا حسن، نحو، فتاوٰی برہنہ، عثمانیہ، منظوم شاہاں اور دیگر کتب کی تعلیم حاصل کی اور ان کتب کے متعلق "ہیر وارث شاہ" کے ان اشعار سے بھی پتہ چلتا ہے۔

پڑھن فاضل درس درویش مفتی خوب کڈھ الحان پرکاریا نیں
تعلیل میزان تے صرف بہائی صرف میر بھی یاد پُکاریا نیں
قاضی قُطب تے کنز انواع باراں مسعودیاں جلد سواریا نیں
خانی نال مجموعہ سلطانیاں دے اُتے حیرت الفقہ نواریا نیں
فتاوٰی برہنہ منظوم شاہاں نال زُبدیاں حفظ قراریا نیں
معارج النبوت خلاصیاں توں روضہ نال اخلاص پیاریا نیں
زرادیاں دے نال شرح مُلّا زنجانیاں نحو نتاریا نیں
کرن حفظ قرآن، تفسیر دوراں غیر شرع نوں دُریاں ماریا نیں

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی کی مشہور کتب انشائے ہرکرن، گلستان و

بوستان، خالق باری، رازق باری، واحد باری، طوطی نامہ، نصاب الصبیان، انشائے ابوالفضل، بہارِ دانش، شاہنامہ، دیوان حافظ، قرآن السعدین اور شیریں خسرو وغیرہ بھی پڑھیں اور ان کتب کے متعلق ''ہیر وارث شاہ'' کے ان اشعار سے بھی پتہ چلتا ہے۔

اک نظم دے درس ہر کرن پڑھدے نامِ حق اتے خالق باریاں نیں
گلستاں بوستاں نال بہار دانش طوطی نامہ تے رازق باریاں نیں
منشأت نصاب تے ابوالفضلاں شاہنامیوں واحد باریاں نیں
قِران السعدین دیوان حافظ شیریں خُسرواں لِکھ سواریاں نیں

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو موسیقی کے مختلف راگوں کا بھی بخوبی علم تھا جس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی موسیقی کی تعلیم اور موسیقی سے لگاؤ کا بھی پتہ چلتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ''ہیر وارث شاہ'' میں موسیقی کے مختلف راگوں کا بھی ذکر کیا ہے۔

شوق نال وجاء کے وُنجھلی نوں پنجاں پیراں اَگے کھڑا گاوندا اے
کدی اُدھوتے کاہن دے بشن پدے کدے ماجھ پہاڑی دی لاوندا اے
کدی ڈھول تے مارون چھو دیندا کدی بوبنا چا سناوندا اے
ملکی نال جلالی نوں خوب گاوے وِچ جھیوری دی کلی لاوندا اے
کدی سوہنی تے مہینوال والے نال شوق دے سد سناوندا اے
کدی ڈھر پداں نال کبت چھوہے کدی سوہلے نال رلاوندا اے
سارنگ نال تلنگ شہانیاں دے رات سُوہے دا بھوگ پاوندا اے
سورٹھ گجریاں پوربی للت بھیروں دیپک راگ دی ذِیل وجاوندا اے
ٹوڈی میگھ ملہار گونڈ دھنا سری جیت سری بھی نال رلاوندا اے
مال سری تے پرج بیہاگ بولے نال ماروا وِچ وجاوندا اے
کیدارا تے بہاگڑا راگ مارو نالے کاہنڑے دے سُر لاوندا اے

کلیان دے نال مالکنس بولے اتے منگلا چار سناوندا اے
بھیروں نال پلاسیاں بھیم بولے نٹ راگ دی ذیل وجاوندا اے
بَروا نال پہاڑ جھنجھوٹیاں دے ہوری نال آسا کھڑا گاوندا اے
بولے راگ بسنت ہنڈول گوپی مُنداونی دیاں سُراں لاوندا اے
پلاسی نال ترانیاں ٹھانس کے تے وارث شاہ نوں کھڑا سناوندا اے

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو تمام مروجہ علوم کے علاوہ الہامی کتب انجیل و تورات پر بھی مہارت حاصل تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوؤں کی تمام کتب کا بھی مطالعہ کیا تھا۔

سیّد علی عباس جلالپوری ''مقاماتِ وارث شاہ'' میں لکھتے ہیں حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ جامع الکمالات تھے اور ہیر وارث شاہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ اور تصوف و عرفان پر عبور حاصل تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ علم طب، علم نجوم، علم موسیقی وغیرہ سے بھی بخوبی آگاہ تھے۔

ڈاکٹر موہن سنگھ نے حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی قابلیت کے متعلق لکھا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دینی تعلیم بھی حاصل کی اور درسی کتب کے علاوہ طبی کتب بھی پڑھیں، موسیقی کا علم بھی حاصل کیا اور تمام مروجہ زبانوں پر بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو عبور تھا اور ان سب سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی مقام کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

سعادتِ بیعت

سورۂ التوبہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۝

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔''

جس طرح کسی بھی ہنر کو سیکھنے کے لئے استاد کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح راہِ تصوف پر چلنے کے لئے اور تصوف کے اسرار و رموز سے آگاہی کے لئے بھی کسی کامل راہنما کی ضرورت ہوتی ہے۔ سالک کے لئے لازم ہے کہ وہ راہِ تصوف میں قدم کسی کامل مرشد کی راہنمائی میں رکھے اور مرشد کامل کی صحبت سے ہی سالک بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہو سکتا ہے۔

مرشد کامل کی صفت یہ ہے کہ وہ مرید کے قلب کو ہر قسم کی آلائشوں اور گندگی سے پاک کر دیتا ہے اور مرشد کامل کے لئے لازم ہے کہ وہ شریعت کی پیروی کرنے والا ہو اور جب سالک مرشد کامل کی صحبت اختیار کرے تو اس کا قلب اللہ عزوجل کی جانب مائل ہو اور مرشد کامل کے لئے لازم ہے کہ وہ ضروری فرائض و سنن و نوافل اور حلال و حرام کے متعلق جانتا ہو اور دنیا کی بجائے آخرت کا طلبگار ہو۔

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بیعت کے معنی یہ ہیں کہ سالک خود کو مکمل طور پر مرشد کے ہاتھوں فروخت کر دے۔

جدائی کے صدمے ضعیفی کا عالم
کہاں تک امیر اپنے دل کو سنبھالے

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ جب فارغ التحصیل ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ روحانی فیوض و برکات سے فیضیاب ہونے کے لئے پاک پتن تشریف لے گئے اور شیخ والشیوخ والعالم حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر حاضری کی سعادت حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے دلی عقیدت تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس عقیدت کا اظہار ان اشعار میں کیا ہے۔

مودود دا لاڈلا پیر چشتی شکر گنج مسعود بھرپور ہے جی

خاندان وِچ چشت دے کاملیّت شہر فقر دا پٹن معمور ہے جی

باہیاں قطباں وِچ ہے پیر کامل جیّں دی عاجزی زہد منظور ہے جی

شکر گنج نے آن مقام کیتا، دُکھ درد پنجاب دا دُور ہے جی

''حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے لاڈلے حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کامل ہیں۔ وہ چشتیہ سلسلہ میں کامل کے مرتبہ پر فائز ہیں اور ان کا شہر پاک پتن نور سے معمور ہے۔ بائیس اقطاب میں انہیں پیر کامل کا مرتبہ حاصل ہے جن کی عاجزی اور زہد کو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں قبولیت حاصل ہوئی۔ حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں آ کر قیام کیا اور اہل پنجاب کے دکھوں کا مداوا کیا۔''

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے سجادہ نشین مزارِ پاک حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر، حضرت خواجہ دیوان محمد یار چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت کی سعادت حاصل کی اور سلوک کی منازل طے کیں۔

حضرت شیخ بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

شمس العارفین، شیخ طریقت، شمس الحقیقت شیخ الشیوخ والعالم حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے نابغہ روزگار، علوم شریعت وطریقت میں کامل اور یکتائے زمانہ ہوئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت کی سعادت حاصل کی اور ان کی خدمت میں رہ کر علوم طریقت وسلوک کی منازل طے کیں۔

حضرت شیخ بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ۴ ذی الحجہ ۵۶۹ھ میں قصبہ کھوتوال میں حضرت خواجہ محمد جمال الدین سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب اٹھائیس واسطوں سے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ حضرت بی بی قرسم خاتون رحمۃ اللہ علیہا کا شمار اپنے زمانہ کی نابغہ روزگار اولیاء خواتین میں ہوتا ہے اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔

حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار کا وصال آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن میں ہی ہو گیا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدائی تربیت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ہی کی نگرانی میں ہوئی۔ والدہ نے چاہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بچپن ہی سے نماز کے عادی ہو جائیں اس لئے والدہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جائے نماز کے نیچے شکر کی پڑیا رکھ دیا کرتی تھی اور اپنے بچے کو فرمایا کرتیں کہ جو بچے نماز پڑھتے ہیں ان کی جائے نماز کے نیچے سے روزانہ شکر کی پڑیا ملتی ہے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ والدہ شکر کی پڑیا رکھنا بھول گئیں اور انہوں نے گھبرا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ

سے دریافت کیا کہ مسعود! تم نے آج نماز پڑھی یا نہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ ہاں!
اماں نماز پڑھ لی اور شکر کی پڑیا بھی مل گئی۔ یہ جواب سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کو بہت تعجب
ہوا اور وہ سمجھیں کہ اس بچے کی غیب سے مدد ہوتی ہے۔ اس کے بعد اکثر ایسا ہوتا کہ جب
آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ شکر کی پڑیا رکھنا بھول جاتیں تو وہ پڑیا بدستور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مل جاتی۔
چنانچہ اسی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ ''گنج شکر'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔

جن دنوں حضرت شیخ بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ملتان میں دینی علم کے
حصول میں شب و روز مصروف تھے۔ انہی دنوں قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین
بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ ملتان تشریف لائے۔ وہ جب مسجد میں تشریف لائے تو انہوں نے حضرت
شیخ بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قرآن مجید کی تلاوت میں
مصروف دیکھا تو دریافت کیا کہ اے جوان! کیا پڑھ رہے ہو؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سر جھکائے
ہوئے جواب دیا کہ حضرت! نافع پڑھ رہا ہوں۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ
نے یہ سنا تو فرمایا کہ انشاء اللہ اس سے نفع ہوگا۔ جیسے ہی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی
رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا آپ رحمۃ اللہ علیہ بے خود ہو گئے اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ
سے بیعت کی درخواست کی۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم تکمیل
علوم کے بعد میرے پاس دہلی آنا تمہیں تمہارا حصہ مل جائے گا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ملتان میں
تکمیل علم کے بعد قندھار چلے گئے اور وہاں سے ایران، عراق، خراسان اور دیگر ممالک کا
سفر کیا اور پھر مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن و حدیث اور فقہ و
معانی میں مہارت حاصل کی۔ بعد حصول علومِ ظاہری آپ رحمۃ اللہ علیہ دہلی تشریف لائے اور
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلہ عالیہ چشتیہ میں بیعت
کی سعادت سے سرفراز فرمایا اور خرقہ خلافت عطا فرمایا۔

سیر الاولیاء میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ بابا فریدالدین مسعود گنج

شکر رحمۃ اللہ علیہ پر مزید ریاضت و مجاہدات کا شوق غالب ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ سیّدی! اگر فرمان ہو تو ایک چلہ کرلوں۔ یہ بات مرشد پاک کو ناگوار گزری اور فرمایا کہ ضرورت نہیں ہے ان چیزوں سے شہرت ہوتی ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حضور گواہ ہیں کہ مجھے شہرت کی طلب نہیں ہے۔ حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ساری زندگی اس بات کی پریشانی رہی کہ پیر و مرشد کی خدمت میں کیوں ایسی بات کہی جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبع مبارک کو ناگوار معلوم ہوئی۔ اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب جاؤ اور ایک چلہ معکوس کرلو لیکن اس وقت حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم نہ تھا کہ چلہ معکوس کیا ہوتا ہے؟ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ مجھے پیر و مرشد نے چلہ معکوس کا حکم فرمایا ہے۔ لیکن میں پیر و مرشد کے رعب و جلال کی وجہ سے یہ نہیں پوچھ سکا کہ چلہ معکوس کیا ہوتا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھے بتائیں یا پیر و مرشد سے دریافت کر کے بتائیں۔ حضرت شیخ بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے چلہ معکوس کی کیفیت دریافت کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چلہ معکوس یہ ہوتا ہے کہ چالیس دن یا چالیس رات پاؤں میں رسی باندھ کر کسی کنوئیں میں الٹا لٹک کر عبادت کرے۔ یہ سن کر حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے چلہ معکوس کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا اور کچھ عرصہ کے بعد اوچ شریف میں واقع ایک مسجد کے کنویں میں الٹا لٹک کر چلہ معکوس مکمل کیا۔

حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے بغداد میں ایک بزرگ کی صحبت میں چند دن گزارنے کا موقع ملا۔ ہر بار جب وہ بزرگ سر بہ سجدہ ہوتے تو خدائے کریم کی بارگاہ میں نہایت عجز و انکساری سے مناجات پڑھتے کہ اے اللہ! اگر تو نے مجھے قیامت کے دن دوزخ میں بھیج دیا تو اسرارِ عشق میں سے ایک بھید ایسا

ظاہر کروں گا کہ دوزخ مجھ سے ہزار سال کی راہ دور بھاگ جائے گی۔ اس لئے کہ محبت کی آگ کے سامنے کوئی آگ سر اٹھانے کے قابل نہیں اور اگر سر اٹھائے تو تباہ ہو جائے گی۔

عشق الٰہی میں ثابت قدم رہنا مردان خدا کا خاصا ہے۔ اسی طرح حضرت خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ عشق الٰہی میں تادم آخر ثابت قدم رہے۔ اس ثابت قدمی کے بارے میں خود ہی ایک مرتبہ انہوں نے فرمایا کہ آج کم و پیش بیس سال ہو رہے ہیں کہ ہر شب شراب معرفت کا ایک پیالہ پینا میرا معمول ہے اور کبھی از خود رفتہ نہیں ہوا۔ بلکہ دل مزید پکار اٹھتا ہوں۔ اس کے بعد ان کی مبارک آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں فریاد کرنے لگے اور بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ اے درویش! راہ فقر میں ایسے مرد بھی گزرے ہیں جو لاکھوں دریا اسرارِ الٰہیہ کے پی گئے لیکن انہوں نے کوئی نشان ظاہر نہ ہونے دیا۔ اے درویش! جو عاشق اپنی محبت میں صادق اور ثابت قدم نہیں ہے۔ قیامت کے دن عشاق کے درمیان شرمسار رہے گا۔

حضرت شیخ بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مکارمِ اخلاق کا ایک درخشاں پہلو جذبہ عفو و درگزر ہے۔ چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تبلیغ دین کے سلسلے میں بڑے بڑے سخت دشمنوں سے واسطہ پڑا مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی زیادتیوں سے ہمیشہ درگزر فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دل حب الٰہی کے باعث ہر قسم کی آلائشوں سے پاک صاف تھا اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دل میں کبھی کسی کے خلاف کینہ اور بغض نہ رکھا۔ اگر کوئی دشمن زیادتی کرتا تو اسے معاف کر دیتے۔

ایک مرتبہ ایک شخص آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قتل کے ارادہ سے خانقاہ میں آیا اور خرافات بکنے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس سے نہایت محبت سے پیش آئے اور اس کی گالیوں کا جواب دعا سے دیا پھر نہایت نرمی سے فرمایا کہ بھائی میں نے تیرا کچھ نہیں بگاڑا جو تو یہ چھری بغل میں چھپائے ہوئے میرے قتل کے لئے آیا ہے۔ ایک مسلمان کو قتل کر کے کیوں اپنی عاقبت

خراب کرتا ہے۔ اس شخص نے یہ سنا تو فوراً آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں گر پڑا اور معافی کا خواستگار ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے گلے لگا لیا اور اس کی خطا معاف کر دی۔

جود و سخا کے بارے میں حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اسرار الاولیاء میں ایک مقام پر فرمایا ہے کہ درویش اسے کہتے ہیں جو روزانہ فتوحات کو شام تک خرچ کر دے۔ یہاں تک کہ رات کے لئے کوئی رقم باقی نہ ہے اور اگر رات ہے تو دن کے لئے کچھ باقی نہ رہے۔ سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دے۔ ایسے لوگ درویش کہلانے کے مستحق نہیں ہوتے ہیں۔ جو لنگوٹی باندھ کر چمڑے کی تھیلی گلے میں ڈال کر گلی گلی روٹی کے دو لقموں کی خاطر پھرتے رہتے ہیں اور اپنے جیسے انسانوں کے سامنے دست سوال دراز کرتے ہیں۔ بلکہ ایسے لوگ درویشی کا سرمایہ ناز ہیں جو اپنے مسند سے جدا نہیں ہوتے اور لطیف لباس زیب تن کرتے ہیں اور جو موجود ہو اس سے کھانا تیار کرا کے درویشان خدا کی تواضع کرتے ہیں اور کچھ بچا کر نہیں رکھتے۔ جو ملتا ہے اسے آگے پہنچا دیتے ہیں۔

حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت سیّدنا علی بن عثمان الھجویری الجلابی المعروف حضور سیّدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے دلی عقیدت حاصل تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب بھی پاک پتن سے مزارِ مبارک کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے تو برہنہ پاؤں پاک پتن سے پیدل چلتے ہوئے آتے اور لاہور ضلع کچہری کے نزدیک واقع ایک مقام پر قیام فرماتے۔ جب حاضری کی اجازت ملتی تو گھٹنوں کے بل چل کر مزارِ پاک پر حاضری کی سعادت حاصل کرتے تھے۔

حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آخرت کا خوف ایسا ہونا چاہئے جس طرح امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تیس برس تک نیند سے کنارہ کش رہے۔ جب بھی حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر نیند کا غلبہ ہوتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ اے نفس! تو نے اگر اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان اطاعت نہ کی تو قیامت کے دن نجات نہ پا سکے گا

اور اللہ کے پہچاننے کا حق ادا کرتا رہ تاکہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو۔ ایک موقع پر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی گریہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید کی تلاوت کے دوران جب عذاب والی آیت کی تلاوت فرماتے تو ان پر گریہ طاری ہو جاتا اور غشی طاری ہو جاتی۔ ہوش آتا تو فرماتے کہ اگر روزِ قیامت ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) رہا ہو گیا تو یہ حیرانی والی بات ہو گی۔

حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے ۶۹۸ھ میں اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔ بوقت وصال آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک ۹۳ برس تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پرنور پاک پتن میں واقع ہے اور مرجع خلائق خاص و عام ہے۔

فرمودات:

- جب فقیر کوئی لباس پہنتا ہے تو وہ یہ سوچ کر پہنتا ہے کہ اس نے کفن پہنا ہے۔
- انسان کی عظمت کا اندازہ اس کے قول و فعل سے ہوتا ہے۔
- اہل دولت کے پاس بیٹھنے سے دین بھول جاتا ہے۔
- قرآن پاک کی تلاوت سے بہتر اور افضل کوئی عبادت نہیں۔
- جیسے تم ہو ویسے ہی نظر آؤ ورنہ اصلیت خود بخود ظاہر ہو جائے گی۔
- مرشد مشاطہ کی مانند ہوتا ہے یعنی جس طرح مشاطہ دلہن کو بناتی و سنوارتی ہے اسی طرح مرشد اپنے مرید کے اخلاق و عادات کو سنوارتا ہے۔

سیر و سیاحت

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ سیر و سیاحت میں بسر کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دورانِ سیاحت پنجاب کے بیشتر علاقوں، سندھ، بلوچستان اور خیبر پختونخواہ کے علاوہ کشمیر، کلکتہ، آگرہ، مدراس، دہلی اور بمبئی کا سفر بھی کیا۔ اس کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایران، عراق، مصر، شام، فلسطین اور سعودی عرب کا بھی سفر کیا۔

شریف کنجاہی نے حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی سیاحت کے متعلق لکھا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سعادتِ بیعت کے بعد جب واپس لوٹے تو کچھ عرصہ لاہور اور قصور میں قیام کیا پھر ملکہ ہانس تشریف لے گئے جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک مسجد میں معتکف رہے اور اسی گوشہ نشینی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ''ہیر وارث شاہ'' کا آغاز کیا اور یہیں پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے مکمل کیا۔

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''ہیر وارث شاہ'' کی تحریر سے قبل اس قصہ میں موجود تمام تاریخی مقامات کا دورہ کیا اور وہ تاریخی عمارات بھی دیکھیں جو اس قصہ میں بیان ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تخت ہزارہ گئے اور رانجھے کی مسجد اور حمام کو دیکھا اور رانجھے کی مسجد میں کچھ دن معتکف ہوئے۔

عہدِ وارثی کی مذہبی و معاشرتی حالت

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں معاشرہ کی مذہبی و معاشرتی حالت نہایت ابتر تھی۔ اس وقت مغل بادشاہ محمد شاہ رنگیلا تخت نشین تھا اور برصغیر پاک و ہند میں ایک افراتفری برپا تھی۔ مسلمانوں کی مذہبی حالت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ نام نہاد صوفیوں اور مولویوں نے دین اسلام کو یرغمال بنا رکھا تھا اور یہ لوگوں کو اپنے جال میں پھنسا کر انہیں دین اسلام کی حقیقی تعلیمات سے دور کر رہے تھے۔

محمد شاہ رنگیلا کی عیاشیوں نے اسے عوام الناس کو درپیش مسائل سے دور کر دیا تھا اور وہ عوام کے مسائل کو نظر انداز کیے اور عوام کے مفاد کو ترجیح دیئے بغیر ہر وہ کام کر رہا تھا جو کسی بھی معاشرے کے زوال کا باعث بنتے ہیں۔ مغل حکمران عوام الناس میں اپنی مقبولیت کھو بیٹھے تھے اور اسی کو دیکھتے ہوئے احمد شاہ ابدالی اور نادر شاہ افغانی کے لشکر بھی برصغیر پر حملہ آور ہونے لگے۔ رنجیت سنگھ نے سکھوں کا ایک بڑا لشکر لے کر پنجاب پر حملہ کیا اور وہ پنجاب کے بیشتر علاقوں پر قابض ہو گیا۔

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں جہالت عام تھی اور بہت کم لوگ ایسے تھے جو پڑھے لکھے تھے۔ مذہبی پیشواؤں کا احترام کیا جاتا تھا مگر توہم پرستی عام تھی۔ لوگوں کی اخلاقی حالت انتہائی متوسط تھی اور ذات پات کو معاشرے میں اہم مقام حاصل تھا۔ اونچی ذات والوں کو نچلی ذات والوں میں شادی کرنا گوارا نہ تھا اور لوگوں میں فضول خرچی اور بیہودہ رسم و رواج عام تھیں۔

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں فارسی زبان کو عروج حاصل تھا اور فارسی زبان کی مایہ ناز تصانیف گلستان و بوستاں، سکندر نامہ، مثنوی مولانا روم، دیوان حافظ اور دیگر کتب کا چرچا عام تھا۔ فارسی زبان میں شعر و سخن کہنے کا رواج تھا اور معاشرے میں فارسی زبان کا فروغ عام تھا جبکہ اردو کو شمار نئی زبانوں میں ہوتا تھا۔

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت کی مذہبی و معاشرتی حالت کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

وارث شاہ جو اہل ایمان آئے
تنہاں جا ڈیرے وِچ گور کیتے

قصہ ہیر رانجھا کا سرسری جائزہ

محققین کی رائے کہ پنجاب کی عشقیہ داستانیں سب کی سب فرضی یا خودساختہ ہیں اور یہ شاعروں اور بھاٹوں کی جودت طبع کا نتیجہ ہیں اور غالباً یہ قصے انہوں نے اپنے حکمرانوں یا آقاؤں کی تفریح طبع کے لئے گھڑے یا پھر عوام الناس کی اصلاح کے لئے۔

بیشتر محققین کا خیال ہے کہ یہ قصے نہ ہی آج اور نہ ہی کل کسی تنقیدی کسوٹی پر پرکھے جا سکے اور نہ ہی ان کے زمانہ کا صحیح تعین ہو سکا اور کئی صورتوں میں زمانہ کا بھی علم نہیں ہو سکا۔

یہ بات قدرے درست ہے کہ قدیم داستانیں عموماً نئے زمانہ کی تنقیدی کسوٹی پر پورا نہیں اترا کرتیں مگر اس کے لئے یہ کہنا کہ یہ من گھڑت ہیں درست نہیں کیونکہ ہر زمانہ کا تنقیدی معیار اور علمی و تاریخی معلومات جمع کرنے کا طریقہ مختلف ہوتا ہے اور ماضی کی نسبت حال عموماً زیادہ ترقی یافتہ اور زیادہ وسیع ہوتا ہے۔

زمانہ کے تعین کے لئے اگر کسی شخص کی ہستی محض اس وجہ سے شک و شبہ کا شکار ہو جائے کہ اس کے زمانہ کے تعین میں اختلاف ہے تو یہ دلیل باعث حجت نہیں اور تاریخ انسانی بے شمار ایسے واقعات اور اشخاص کا ذکر ملتا ہے جن کے متعلق موجودہ دور کے مؤرخین میں اختلاف پایا جاتا ہے مثلاً بدھ اور زردشت دنیا کے دو بزرگ رہنما ہیں اور ان کے ماننے والے آج بھی پائے جاتے ہیں اور ان کی عبادت گاہیں بھی تا حال موجود ہیں مگر ان کے زمانہ کے تعین میں بے شمار اختلافات ہیں مگر ان اختلافات کے باوجود ان کی ہستی سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور اگر کوئی انکار کرتا ہے تو وہ غلطی پر ہے۔

اگر ہم تنقیدی معیار اور زمانہ کے تعین کے اصول پر پنجاب کی دیگر لوک عشقیہ داستانوں کو پرکھیں تو وہ پورا اترتی دکھائی نہیں دیتیں مگر قصہ ہیر رانجھا اس بات پر مستند دکھائی دیتا ہے کہ اس کے افراد و مقامات تاریخی ہیں اور ان کے متعلق تحقیقی مواد موجود ہے۔

رانجھا کا وطن تخت ہزارہ ضلع سرگودھا موجود ہے اور رانجھا کی قوم بھی موجود ہے اور رانجھا جس جگہ جوگ لینے گیا وہ ٹلہ ضلع جہلم آج بھی موجود ہے اور گروؤں کا سلسلہ بھی چلتا آ رہا ہے۔ اسی طرح ہیر کو لیں تو اس کا وطن جھنگ سیال بھی موجود ہے اور قوم سیال بھی پائی جاتی ہے اور کھیڑے اور رنگپور کا ذکر بھی ایک تاریخی ثبوت ہے اور جھنگ میں ہیر کا مقبرہ بھی موجود ہے۔

ہیر کا مقبرہ:

ہیر کا مقبرہ جھنگ شہر کے ایک عام قبرستان میں ہے اور یہاں ہر سال عرس منعقد کیا جاتا ہے اور بے شمار زائرین دنیا کے طول و عرض سے یہاں آتے ہیں اور نہایت عقیدت کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں، ہیر کے مقبرہ پر چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں، منتیں مانگی جاتی ہیں اور راگ و رنگ کی محافل سجائی جاتی ہیں۔

جھنگ کے ایک طالب علم نے ہیر کے مقبرہ کی موجودہ خستہ خالی کا نقشہ اپنے ان اشعار میں یوں کھینچا ہے۔

بستی ہے اِک ویران سی
چھائی ہوئی ہے خامشی
حسرت ہے اس جا برستی
عبرت ہے دامن تھامتی
اِک خاک کا ٹیلہ ہے واں
حیران سا، ویران سا، سنسان سا

ٹیلے پہ ہے اک مقبرہ
ٹوٹا ہوا ، پھوٹا ہوا
قبروں سے ہے بالکل گھرا
اُلو فقط ہے بولتا
یہ خواب گاہِ ہیر ہے
حسرت نما ، عبرت نما ، حیرت نما

ہیر کا روضہ ان ناقد رشناسوں کے سوالوں کا جواب ہے جو اس قصہ کو غلط اور فرضی خیال کرتے ہیں۔

ہیر ورانجھا کا زمانہ:

ہیر رانجھا کے قصہ کے زمانہ کے تعین کے اعتبار سے مؤرخین میں اختلاف پایا جاتا ہے اور کچھ اسے اکبر کے زمانہ کا قصہ کہتے ہیں، کچھ اسے لودھیوں اور کچھ اسے بابر کے زمانہ کا قصہ کہتے ہیں۔ تاریخ ہند کا ایک ادنیٰ طالب علم بھی لودھیوں اور بابر کے درمیان ہونے والی خونریز جنگ سے واقف ہے اور لودھیوں کے خاتمہ کے بعد ہی بابر نے مغل سلطنت کی بنیاد رکھی جبکہ اکبر کا زمانہ ۱۵۵۶ء تا ۱۶۰۵ء ہے اور بابر کا زمانہ ۱۵۲۶ء تا ۱۵۳۰ء ہے اور ان کے آغاز وانجام کے درمیان قریباً تیس برس کا فرق ہے جو کسی بھی داستان کے زمانہ کے تعین کے اعتبار سے کوئی بڑا فرق نہیں ہے۔

ہیر رانجھا کے قصہ کے متعلق مؤرخین کی غالب اکثریت کا کہنا ہے کہ یہ اکبر کے زمانہ کا قصہ ہے اور اس ضمن میں سر رچرڈ ٹمپل لکھتے ہیں کہ یہ اکبر کا زمانہ تھا جبکہ دامودر اس نے بھی اس قصہ کے زمانہ کو اکبر کا زمانہ بتایا ہے۔

بادشاہی جو اکبر سندی دن دن چڑھے سوائی

مبارز خان عادل شاہ سوری ۱۵۵۳ء تا ۱۵۵۶ء، عادل شاہ سوری پنجاب یا ملتان

کا حاکم تھا اور اسی کے متعلق حضرت سیّد وارث شاہ نے عدلی راجہ لکھا ہے اور اکبر کے عہد کا آغاز ۱۵۵۶ء ہے اور عادل شاہ کا عہد ۱۵۵۵ء میں ختم ہوا اور اس اعتبار سے اس قصہ کو اکبر کے زمانہ کا قصہ ہی کہا جا سکتا ہے۔

الفاظ ہیر ورانجھا کا تمثیلی استعمال:

پنجاب کی لوک وعشقیہ داستانوں کے فرضی ہونے کا شائبہ کسی حد تک صوفی شعراء کے کلام سے بھی پڑتا ہے کہ انہوں نے بعض الفاظ کو تمثیلی یا تشبیہی رنگ میں استعمال کیا اور بعض محققین نے اس تمثیلی مثال کے حقیقی معنی مراد لئے اور اس سلسلہ میں الفاظ ہیر رانجھا کا استعمال بہت زیادہ ہوا۔

صوفی شعراء کا دستور رہا ہے کہ وہ ہر چیز کی نسبت خالق حقیقی یا معشوق ازلی کی جانب کرتے ہیں اور اگرچہ وہ عام الفاظ لکھتے یا بولتے ہیں مگر ان کے معنی وہ حقیقی مراد لیتے ہیں مجازی نہیں جیسے حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی غزلوں میں شراب، پیالہ، صراحی، ساقی، میخانہ، شاہد، پیر مغاں وغیرہ کے الفاظ کا استعمال عام ہے جو بظاہر مجازی ہیں مگر حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں ہمیشہ حقیقی یا اصلی معنوں میں استعمال ہوئے ہیں اور مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی معنی کو شروع کیا تو ''نے'' اور اس کے ''نالہ فراق'' سے جو بظاہر مجازی معلوم ہوتے ہیں جبکہ درحقیقت ایسا نہیں ہے۔

پنجابی کے صوفی شعراء پر حافظ شیرازی اور مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہما اور دیگر اکابر صوفیاء کے کلام کا بے حد اثر تھا لہٰذا انہوں نے اپنے کلام میں مجازی الفاظ کی صورت میں تشبیہ یا تمثیل یا استعارۃً استعمال سے حقیقی معنوں کو پیش کیا اور ہیر رانجھا کا کثرت سے استعمال کیا اور ہیر کو روح یا معشوقِ حقیقی کے معنی میں پیش کیا جبکہ رانجھا کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا عاشق حقیقی یا پھر خاکی جسم کے معنی میں استعمال کیا۔ اس ضمن میں چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

(۱) بقول علی حیدر ملتانی المتوفی ۱۱۹۰ء:

الف ازل است دی یاری لگ رہی۔ ہیر یتیم دی آ

میں تاں رانجھا وچ رسولاں ڈٹھا مینوں قسم ہے عرش عظیم دی آ

اوہدے وہنڈے تے کمل مزمل والا اہدے ہتھ کھونڈی یٰسین دی آ

علی حیدر رانجھا اج پچھاتا اوہ تے ظاہر صورت میم دی آ

اس صوفی شاعر نے یہاں ''کمل مزمل والا'' سے مراد یٰۤاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ (اے کملی والے) لی ہے اور ''ہتھ کھونڈی یٰسین'' قرآن کریم کی آیات:

یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ ۔ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۔

''یٰسین جو قرآن حکیم ہے بے شک تم پیغمبروں میں سے ہو۔''

سے ماخوذ ہے۔ ''ظاہر صورت میم'' کا مطلب محمد ہے۔

علی حیدر ملتانی نے اپنے اشعار میں ہیر رانجھا کا بکثرت استعمال کیا ہے مگر مضمون کی طوالت کی وجہ سے یہاں ایک مثال بیان کی ہے۔

(۲) بقول حضرت سیدوارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی رانجھا کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔

اوہدے رہنڈے تے کمل مزمل والا اہدے ہتھ کھونڈی یٰسین قاضی

چھیڑو امتاں دا نبی پاک ہویا رانجھے باجھ نہ ہیں چرین قاضی

حضرت سیدوارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے تو ہیر رانجھا کو ختم کرنے کے بعد اپنے اس تمثیلی رنگ کو اور بھی نمایاں کر دیا اور فرمایا:

ہیر روح تے چاک قلبوت جانو بالناتھ ایہہ پیر بنایا ای

پنج پیر حواس ایہہ پنج تیرے جنہاں تھاپنا تدھ نوں لایا ای

قاضی حق جھبیل نیں عمل تیرے عیال منکر نکیر ٹھہرایا ای

کوٹھا گور عزرائیل ہے ایہہ کھیڑا جیہڑ الیند وہی روح نوں دھایا ای
کیدو لنگا شیطان ملعون جانو جس نے وِچ دیوان پھڑایا ای
سیاں ہیر دیاں رَن گھربار تیرا جنہاں نال پیوند بنایا ای
وانگ ہیر دے بنھ لے جان تینوں کسے نال نہ ساتھ لدایا ای
جیہڑا بولدا ناطقہ ونجھلی ہے جس ہوش دا راگ سنایا ای
سہتی موت تے جسم ہے یار رانجھا انہاں دوہاں نے بھیڑ مچایا ای
شہوت بھابی تے بھکھ رنبل باندی جنہاں جنتوں مار کڈھایا ای
جوگی ہے عورت گن پاڑ جس نے سبھ اَنگ بھبُوت رمایا ای
دنیا جان ایویں جویں جھنگ پیکے گور کالڑا باغ بنایا ای
ترنجن ایہہ بدعملیاں تیریاں نیں کڈھ قبر تھیں دوزخے پایا ای
اوہ میت ہے ماؤں دا شکم بندے جس وِچ شب روز لنگھایا ای
عدلی راجہ ایہہ نیک نیں عمل تیرے جس ہیر ایمان دوایا ای
وارث شاہ میاں بیڑی پار کلمہ پاک زبان تے آیا ای

"ہیر کو روح تسلیم کرو اور چاک درحقیقت تمہارا جسم ہے جبکہ بالناتھ وہ ہے جس کو تم نے اپنا پیر بنایا۔ تمہارے پانچوں حواس درحقیقت پانچ پیر ہیں اور ان کی پشت پناہی کی وجہ سے تم یہاں پر ہو۔ قاضی کو حق کا ملاح تسلیم کرو اور عیال کو منکر نکیر خیال کرو۔ کوٹھا مانند قبر کے ہے اور کھیڑا ملک الموت ہے جو روح قبض کرتے ہی چلا جاتا ہے۔ لنگڑا کیدو شیطان ملعون ہے جس نے بھری محفل میں تمہیں رسوا کیا۔ ہیر کی سہیلیاں، عورتیں اور گھر یہ سب وہ ہیں جن سے تمہارا تعلق قائم ہوا۔ ہیر کی مانند تمہیں بھی باندھ کر لے جایا جائے گا اور تمہارا مددگار کوئی نہیں ہوگا۔ تمہارے اندر کی پکار بانسری کی مانند ہے جو

تمہیں ہوش کا راگ سناتی ہے۔ سہتی کو موت خیال کرو اور جسم کو رانجھے کی مانند خیال کرو کہ دونوں نے ہی شور مچا رکھا ہے۔ شہوت کو مانند بھابی جانو اور بھوک کو ربیل باندی تصوف کرو جس نے تمہیں جنت سے رسوائی کے ساتھ نکالا۔ جوگی کو عورت خیال کرو جو کان چھدوا کر تمہارے جسم کو خاک میں ملا دیتی ہے۔ دنیا کو جھنگ خیال کرو جو تمہارا میکہ ہے اور کالے باغ کو قبر خیال کرو۔ عورتوں کی محافل تمہارے برے اعمال ہیں جن کی بدولت جب تم قبر سے نکالے جاؤ گے پھر دوزخ میں ڈالے جاؤ گے۔ ماں کا پیٹ مسجد ہے جہاں تم نے اپنے شب و روز بسر کیے۔ عدلی راجہ تمہارے نیک اعمال ہیں جن کی بدولت تمہیں ہیر کا ایمان ملا۔ وارث شاہ (رحمۃ اللہ علیہ) جب کلمہ حق تیری زبان پر آیا تیرا بیڑا پار ہو گیا۔"

(۳) بقول حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کافیوں میں ہیر و رانجھا کو بھی قریباً انہی معنوں میں استعمال کیا ہے:

ہیر رانجھے دے ہو گئے میلے
بھلی ہیر ڈھونڈیندی بیلے
رانجھن یار بغل وچہ کھیلے
سُدھ نہ رہیا سرت سنبھال

ڈاکٹر موہن سنگھ کا نظریہ:

ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ نے قصہ ہیر رانجھا کو ایک اور نظریہ سے پیش کیا اور کہا کہ یہ قصہ ابتداء میں ہندو شکل میں تھا جبکہ مسلمان صوفی شعراء نے اسے اسلامی رنگ دے دیا اور ڈاکٹر موہن سنگھ اس کے متعلق لکھتا ہے:

”قصہ ہیر را نجھا کی حقیقی شکل ہندو تھی اور اس کو موجودہ اسلامی رنگ میں منقوش کرنا کوئی مشکل کام نہ تھا۔“

(اورینٹل کالج میگزین)

قصہ ہیر را نجھا کے ہندو ہونے کا ثبوت ڈاکٹر موہن سنگھ نے یوں دیا ہے:

۱۔ بنسی (را نجھا کی ونجھلی) کرشن سے لی گئی ہے۔

۲۔ فقر (را نجھا کا جوگی بننا) گوپی چند کے قصہ کی نقل ہے۔

۳۔ سانپ کا کاٹنا (ہیر کو کانٹا چبھو کر بہانہ بنانا) نل دمینتی سے ماخوذ ہے۔

۴۔ قصہ کا انجام (ہیر و را نجھا کا غائب ہو جانا) رام اور سیتا کے انجام کے مشابہ ہے۔

ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ کے اس نظریہ سے ہم اختلاف کرتے ہیں کیونکہ اگر اس قسم کی فرضی یا جزوی مشابہت سے ایک قصہ کا دوسرے قصہ سے نقل ہونا ثابت ہو تو دنیا کا شاید ہی کوئی قصہ ہو جو فردوسی کے شاہنامہ، ہزار داستان یا ہومر کی ایلیڈ کی نقل ہونے سے محفوظ رہ سکے اور ان کتابوں میں انسانی جذبات یا حیات کا شاید ہی کوئی پہلو ایسا ہو جس کا ذکر نہ کیا گیا ہو، جس کا مکمل خاکہ نہ کھینچا گیا ہو اور اس میں اضافہ کرنا بھی مشکل نہ ہو۔

ایسی جزوی مشابہت کی تفسیر یا تشریح یہ ہے کہ انسان کی فطرت میں یہ عالمگیر یکسانیت پائی جاتی ہے خواہ وہ ایشیاء کے پر فضاء میدان ہوں یا بلند و بالا پہاڑ، افریقہ کے تپتے صحرا ہوں یا یورپ کے فلک بوس ایوان، علم و فضل یا تہذیب و تمدن کی اس ظاہری شکل میں کچھ نہ کچھ فرق ضرور پڑتا ہے مگر اس کا عنصر ہمیشہ حقیقی رہتا ہے بات صرف اس پر غور کرنے کی ہے۔ اگر اس قسم کی معمولی مشابہت کی بناء پر قصہ ہیر را نجھا کو فرضی خیال کیا جائے تو پھر شیکسپیئر کے قصہ رومیو اور جولیٹ کو بھی متشابہ کہا جا سکتا ہے اور اتفاق سے شیکسپیئر اور ہیر را نجھا کے مصنف ہم عصر بھی ہیں اور دونوں ہی سولہویں صدی میں گزرے ہیں۔

اس اعتبار سے قصہ ہیر را نجھا کو شیکسپیئر کی نقل بھی کہا جا سکتا ہے اور شیکسپیئر کے قصہ

رومیو اور جولیٹ کو ہیر رانجھا کی نقل کہا جا سکتا ہے جبکہ ان دونوں مصنفوں نے ایک دوسرے کو دور سے دیکھنا تو درکار خواب میں بھی نہ دیکھا ہوگا اور نہ ہی اس وقت ایک دوسرے کے قصہ کا مطالعہ کیا ہوگا اب ان میں موجود مشابہت ایک انسانی فطرت بھی ہو سکتی ہے اور انسانی فطرت میں موجود یکسانیت کی عکاسی بھی ہو سکتی ہے۔

ہم ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ کی اس رائے سے متفق نہیں کہ قصہ ہیر رانجھا کی ابتدائی شکل ہندو تھی اور مسلمان صوفی شعراء نے اسے قصہ کو توڑ موڑ کر اسلامی رنگ دے دیا اور اس کی تردیدی وجوہات ذیل ہیں۔

۱۔ پنجاب کی مشہور عشقیہ داستانیں یوسف زلیخا، لیلیٰ مجنوں، شیریں فرہاد، سسی پنوں، مرزا صاحباں، سوہنی مہینوال، ہیر رانجھا اور پورن بھگت ہیں اور ان میں یوسف زلیخا کا قصہ اسلامی ہے اور لیلیٰ مجنوں کا قصہ عرب کے دورِ جاہلیت کا قصہ ہے جبکہ شیریں فرہاد کا قصہ ایرانی ہے اور سوہنی مہینوال اور مرزا صاحباں میں کسی قسم کا اسلامی رنگ شامل نہیں۔ پورن بھگت ہندو قصہ ہے اور اسے قادر یار نے نظم کی صورت دی اور ان قصوں میں سے کسی قصہ کو مسلمان صوفی شعراء نے اسلامی رنگ میں ڈھالنے کی کوشش نہیں اور اس کی گواہی پورن بھگت، شیریں فرہاد اور لیلیٰ مجنوں کے قصہ سے ہوتی ہے۔

۲۔ مسلمان شعراء نے ہیر رانجھا کے قصہ کو پنجابی نظم کی صورت دی مگر اس کی جزیات میں کوئی تصرف نہیں کیا ماسوائے حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے جنہوں نے اپنی جدت کی بدولت اس میں اضافہ کیا تاہم قاضی اور ہیر کے مباحثہ میں اگر اسلامی شریعت کا مختصر خاکہ بیان کیا گیا تو ناتھ اور جوگی کا مکالمہ اس بات کی عکاسی ہے کہ جوگ کی پوری حقیقت اور جوگیوں کے لب ولہجہ کو بھی بیان کیا گیا اور حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ اس جوگ کے مسئلہ کو اسلامی فقر کے رنگ میں ڈھال سکتے تھے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا اور یہ اس قصہ کو بیان کرنے میں دیانت داری کا بڑا ثبوت ہے۔ یہ بات مسلمہ ہے کہ کسی بھی مسلمان صوفی شاعر نے کسی

غیر اسلامی قصہ یا افسانہ کو خواہ مخواہ اسلامی رنگ دینے کی ہرگز کوشش نہیں کی اور نہ ہی اس کی ضرورت محسوس کی۔

۳۔ ہیر رانجھا کے قصہ کو سولہویں صدی عیسوی کے محل وقوع کے اعتبار سے پرکھا جائے تو تب بھی یہ قصہ ہندو شکل میں ثابت نہیں ہوتا کہ پنجاب میں اس وقت مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد موجود تھی اور اس قصہ کا محل وقوع شمال مغربی پنجاب کے علاقے تخت ہزارہ سرگودھا، جھنگ سیال اور رنگپور کھیڑیاں اسلامی علاقے تھے اور اس قصہ کے تمام افراد قریباً مسلمان ہیں اور ان کا تعلق مسلم اقوام سے ہے۔ سیال، رانجھے اور کھیڑے سب اکبر کے زمانہ سے قبل ہی مسلمان ہو چکے تھے اور ہیر رانجھا کا قصہ ان لوگوں کی معاشرتی اور مذہبی حالت کو اجاگر کرتا ہے جس سے اس قصہ کو ہندو قصہ تسلیم کرنے کا کوئی قرینہ معلوم نہیں ہوتا ماسوائے ان فرضی مشابہت کے یعنی ونجلی، جوگ، انجام جس کی تردید ہم کر چکے۔

ہم یہ بیان کر چکے کہ عشقیہ داستانیں عموماً انسانی جذبات سے تعلق رکھتی ہیں اور ان میں یکسانیت عالمگیری ہے اور ان میں مذہب وملت کی کوئی قید نہیں اور ان داستانوں کو کسی خاص مذہب یا ملت سے جوڑنا مناسب نہیں اور یہ شاعر کا اپنا زورِ بیان ہے یا پھر اس کلام کی تاثیر کہ وہ ہر پڑھنے والے کو اپنے حصار میں جکڑ لیتا ہے اور شاعر کو کسی مذہب کا سہارا لینے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی اور نہ ہی قصہ کا اصلی یا فرضی ہونا شاعر کے کلام پر چنداں اثر ڈالتا ہے۔ حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہیر کو مسلمان، ہندو، سکھ، عیسائی حتیٰ کہ ہر مذہب والے نہایت ذوق وشوق سے پڑھتے ہیں اور انہیں اس قصہ میں کسی اسلامی یا غیر اسلامی یا پھر اصلی یا فرضی کا احساس تک نہیں ہوتا۔

قصہ ہیر رانجھا کی مقبولیت کی وجہ

خطہ پنجاب میں عشقیہ اور رزمیہ قصوں یا نظموں کے پڑھنے کا چرچا ہمیشہ سے رہا ہے اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ قدرت نے اس سرزمین میں ایسے قصوں یا نظموں کی مقبولیت کے اسباب بہت وسیع پیمانہ پر پیدا کیے ہیں جن میں پنجاب میں حسن و عشق کے محرکات اور یہاں کی آب و ہوا اور قدرتی مناظر شامل ہیں۔

پنجاب کا اپنا نام ظاہر کرتا ہے کہ یہ پانچ دریاؤں ستلج، بیاس، راوی، چناب اور جہلم کا وہ علاقہ ہے جہاں بے شمار سرسبز و شاداب وادیاں اور بلند و بالا پہاڑوں نے قدرتی مناظر کو سحر انگیزی میں بدل دیا ہے، کہیں آبشاروں کی دلفریب موسیقی نے عجب سماں باندھ رکھا ہے اور کہیں برف سے ڈھکی بلند و بالا چوٹیاں ہیں اور کہیں لہلہاتے کھیت ہیں اور ان سب سے بڑھ کر یہ کہ پنجاب کی آب و ہوا انتہائی دلفریب ہے اور یہاں موسم بہار پوری دنیا میں اپنی جوبن کے اعتبار سے مشہور ہے جب مختلف انواع کے پھول کھلے ہوتے ہیں، سرسبز شاداب کھیت لہلہاتے ہیں اور درخت ایک عجب منظر پیش کرتے ہیں، ہری بھری گھاس زمرد کی چادر بچھاتی ہے اور رنگ برنگ پرندے اپنے سروں سے لوگوں کے دل لبھاتے ہیں اور خطہ پنجاب ایک چمن کا منظر پیش کرتا ہے۔ پنجاب کے لوگوں کو اللہ عزوجل نے حسن و جمال عطا کیا ہے اور پنجاب ان سب خوبیوں کی بدولت پوری دنیا میں اپنا ایک علیحدہ مقام رکھتا ہے اور اس انفرادیت کی بدولت مشہور و معروف ہے۔

محمد اکرم غنیمت کنجاہی گجراتی اپنی مثنوی ''نیرنگ عشق'' میں خطہ پنجاب کی توصیف

یوں بیان فرماتے ہیں۔

ندیدم کشورِ غارت گر تاب
بہ خوبیہائے حسن آبادِ پنجاب
چہ پنجاب انتخاب ہفت کشور
قسم خوردہ بہ خاکش آبِ کوثر
فضائے نشۂ مستی ہوائش
زمین و آسماں ہاخاک پائش
زلالش بادہ سازِ مستی عشق
نسیمش روح بخش مستی عشق
گلش برخاک ہر جا سایۂ انداخت
زمیں از آتشِ یاقوت بہ گداخت
ز شوقِ آنکہ تا آید بہ پنجاب
دل کشمیر صدرہ می شود آب
خنک آنکس کہ در ایام سرما
دریں گلشن بود گرم تماشا
بہ گرما ہم ہوائش دل نشین است
ہوائے سرزمین عشق این است
بنائش چوں زروئے مہر جوشند
شکر گویند گوہر می فروشند
بہ خوبی باز کنعاں می بَرددست
بدیں دعوے کہ کردم شاہدے ہست

نواب احمد یار یکتا نے مثنوی یکتا میں "کشور حسن خیز پنجاب" کے تعریف و مدح ان اشعار میں بیان کی ہے۔

سر زمینے کہ عشق راباب است
کشورِ حسن خیز پنجاب است
مزرع حسن و دشت محبوبی
گلشنِ ناز و جنت خوبی
شہر و دِہ باغ خرم و دلکش
از گل حسن گلشنِ آتش
غرض پنجاب ارضِ محبوبی است
یوسفستان عالم خوبی است

صاحب دیوان گرامی ہوشیار پوری نے "حسن آباد" پنجاب کی تصویر کشی اپنے اشعار میں کچھ اس انداز میں کی ہے۔

من و دِل گرمئے آہِ جگر تاب
من و سر جوشِ حسن آباد پنجاب
برآمد حرف پنجاب از زبانم
زباں شد موجِ کوثر درد ہانم
چہ می پرسی ز خاکِ دلفریبش
فریب تو خطانِ جامہ زیبش
اگر عشق است درد اہش آبا ہے
وگر حسن است از خاکش گیا ہے
بجائے لالہ اش لیلےٰ دمیدہ

بجائے بید مجنوں سرکشیدہ
فرو گستردہ در ہر گوشہ دامے
قیامت قامتے محشر خرامے
بدامِ آہواں شیراں اسیرند
کہ ایں جا آہوانِ شیر گیرند

پنجاب کا محل وقوع:

پنجاب محل وقوع کے اعتبار سے اس مقام پر ہے جہاں سے کئی بیرونی حملہ آور ہندوستان میں داخل ہوئے اور اہل پنجاب سے ان کا مقابلہ ہوا اور دشمن نے ہر معرکہ میں یہاں کے لوگوں کی بہادری و ہمت پر انہیں دادِ شجاعت سے نواز اور اہل پنجاب کے کئی جوانمرد ایسے تھے جنہوں نے اپنی بہادری کا لوہا منوایا اور ایثار و قربانی اہل پنجاب کا خاصہ رہا ہے۔

پنجاب ایک متمدن خطہ ہے جس کی آب و ہوا نشاط انگیز اور خطہ چمن زار ہے اور اس کا حسن دلفریب ہے۔ جب ایک ایسے خطہ کے لوگ جو اپنی شجاعت و مردانگی میں بے مثل ہوں ان میں عشق و محبت کا پہلو پایا جانا بھی ایک فطری امر ہے۔

پنجاب کے ان عاشقانہ جذبات کے اظہار کا ذریعہ عموماً گیت یا باقاعدی منظوم قصے ہیں اور ان قصوں کو مقبولیت ملنا ایک قدرتی امر ہے۔

تصوف اور عشقیہ قصے:

ہندوستان پر روز بروز ہونے والے بیرونی حملوں اور روز روز کی خانہ جنگی سے دنیا کی بے ثباتی کا منظر ہر وقت لوگوں کی نگاہوں میں رہتا تھا اور کبھی کوئی قبیلہ برسر اقتدار ہوتا اور کبھی کوئی قبیلہ انقلاب زمانہ میں اپنی جگہ کھو بیٹھتا۔ اس بے ثباتی اور معاشرتی ناہمواری کی وجہ سے صوفیانہ خیالات کی ترویج لوگوں کے لئے اکسیر کا کام کرتی گئی اور صوفیانہ خیالات نے لوگوں کے قلوب میں جگہ بنالی اور یہ صوفیانہ خیالات کسی بھی طرح اسلام کی بنیادی تعلیم

کے منافی نہ تھے جس کی وجہ سے لوگوں کے لئے اسے قبول کرنا آسان ہوتا گیا۔

اسلامی لشکر جب ہندوستان میں آئے تو وہ اپنی تہذیب وتمدن بھی لائے جس میں علم وادب کا بڑا عمل دخل تھا مثلاً مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی، حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا دیوان، عمر خیام اور ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کی رباعیاں، حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی گلستان و بوستان جو صوفیانہ عقائد کی شاہکار ہیں اور ان میں سے بیشتر کتب اسلامی نصاب کا حصہ بنی ہیں۔ مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام نے لوگوں کو اپنے سحر میں جکڑ لیا اور ان کی شہرت عام ہوئی۔

سترہویں صدی عیسوی عہد جہانگیری میں جب پنجاب کا نصابِ تعلیم پنجابی زبان میں مرتب ہوا تو عربی وفارسی کی کئی کتب کے پنجابی زبان میں ترجمے ہوئے اور پنجابی شعراء نے حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے قصہ یوسف زلیخا اور مقبل کی ہیر رانجھا کو پنجابی زبان میں نظم کیا۔

خطہ پنجاب میں بے شمار صوفیاء کرام وہ تھے جو ہجرت کر کے یہاں آئے اور پھر یہیں مستقل قیام فرمایا ان میں حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی المعروف حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا نام نمایاں ہے۔ ان صوفیاء کرام کی تعلیمات اور ان کی صحبت میں پنجاب میں بھی بے شمار اولیاء اللہ رحمہم اللہ پیدا ہوئے جن میں شیخ الشیوخ والعالم حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا نام نمایاں ہے۔ ان اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی تعلیمات اور ان کے نصائح نے لوگوں کا رجحان تصوف کی جانب مائل کیا اور لوگ ان اولیاء اللہ رحمہم اللہ سے دلی محبت رکھتے تھے اور ان نیک لوگوں کی تحریک پر بے شمار لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

تصوف اور عشق ایک ہی چیز ہیں اور یہ کوئی دو علیحدہ علیحدہ چیزیں نہیں۔ عشق و معرفت تصوف کے ہی اہم جزو ہیں اور اگر تصوف کی مثال ایک درخت کی سی ہو تو عشق اس کی جڑ ہے اور دونوں کا تعلق بہت گہرا ہے۔ تصوف کے نظریات کے ساتھ عشق کے نظریات کو بھی فروغ ملا اور یہی وجہ ہے کہ عشقیہ کلام اور عشقیہ قصوں نے بھی شہرت پائی۔

قصہ ہیر رانجھا کی مقبولیت کی وجہ:

کنہیالال ہندی نے نگارین نامہ میں لکھا ہے۔

چویں قصہ بہ پنجاب است مشہور
ہمیشہ بر زبانِ خلق مذکور
کتابے چند دیدم اندریں باب
نوشتہ در زبان ملکِ پنجاب

خطہ پنجاب میں جو مقبولیت ہیر و رانجھا کے قصہ کو حاصل ہوئی وہ اور کسی قصہ کا مقدر نہیں بنی۔ یوسف زلیخا کا قصہ ایک درد بھرا اور معنی خیز قصہ ہے اور اسے مذہبی حیثیت بھی حاصل ہے اور قرآن مجید میں اس قصہ کو ''احسن القصص'' کے نام سے یاد کیا گیا ہے تاہم یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ ہیر رانجھا کو جو مقبولیت پنجاب میں حاصل ہوئی اس کے آگے یوسف زلیخا کا قصہ بھی مانند پڑ گیا اور ہیر رانجھا کی مقبولیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اسے مسلمان صوفی شعراء کے علاوہ ہندو شعراء، سکھ شعراء اور دیگر مذاہب کے شعراء نے بھی نظم کی صورت دی اور اس قصہ کو نہ صرف پنجابی زبان میں بلکہ فارسی اور اردو زبان میں بھی بیان کیا گیا اور فارسی کے چھ شعراء اس قصہ کو نظم کرنے کا شرف حاصل کر چکے ہیں جو اس قصہ کی مقبولیت کو ظاہر کرتا ہے اور پنجابی شعراء کی تعداد قریباً تیس ہے جنہوں نے ہیر رانجھا کے قصہ کو نظم کیا۔

ہیر رانجھا کے مقبولیت کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس کے سارے کردار خطہ پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں اور اس قصہ میں پنجاب کی دیہاتی زندگی کو اجاگر کیا گیا ہے اور معاشرتی امور جن میں دیور بھابی کی لڑائی، زمینداروں کے ہاں موجود ملازموں کا رہن سہن، جائیداد کی تقسیم، دیہاتی علاقوں میں ہونے والی شادی کی رسومات اور پیر و مرید کے باہمی تعلق کے ساتھ ساتھ جعلی پیروں، ملاؤں اور نیم حکیموں کے کرداروں کو بھی بیان کیا گیا ہے اور یہ سب

اس قصہ کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں جبکہ دیگر قصوں میں اس قدر دلچسپی کے سامان موجود نہیں ہیں۔

یوسف زلیخا کا قصہ خطہ پنجاب میں اس وقت سے مقبولیت حاصل نہ کر سکا کہ اس قصہ کا پنجاب کے رہن سہن سے کوئی تعلق نہیں اور اس قصہ میں کسی بھی پنجابی کی دلچسپی کا سامان موجود نہیں اور یہ قصہ مکمل اسلامی قصہ ہے اور اس میں مذہبی پہلو کو اجاگر کیا گیا ہے نہ کہ معاشرتی اور تمدنی پہلو کو۔ اس کے علاوہ یوسف زلیخا کے قصہ کو پنجاب میں مقبولیت نہ ملنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اسے کسی پنجابی کے قادر الکلام شاعر نے نظم نہیں کیا جس طرح ہیر رانجھا کے قصہ کو کیا گیا۔

ہیر وارث شاہ کی منفرد حیثیت

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ''ہیر وارث شاہ'' کو اس وجہ سے بھی انفرادیت حاصل ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس قصہ کو نظم کرنے میں محاوروں اور ضرب الامثال کا استعمال نہایت خوبصورتی کے ساتھ کیا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت کے دیہاتی ماحول کی عکاسی نہایت خوبصورت انداز میں کی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کرداروں کے جذبات کو حقیقی رنگ میں پیش کیا ہے اور اس وقت کے معاشرہ میں موجود اصلاحی پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس قصہ میں موجود اسرار و رموز کو نہایت عمدگی کے ساتھ بیان کیا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار کی ترتیب اور اس قصہ کو بیان کرنے میں الفاظ کا استعمال اس قدر خوبصورت ہے کہ یہ قاری کو اپنے سحر میں جکڑ لیتا ہے اور پڑھنے والا اس کے حسن میں اس قدر کھو جاتا ہے کہ وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتا ہے۔

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ عربی، فارسی، ہندی اور دیگر کئی زبانوں پر عبور رکھتے تھے مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب کے باوجود ''ہیر وارث شاہ'' کو نظم کرنے کے لئے پنجابی زبان کا سہارا لیا اور اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ پنجابی زبان میں ایک چاشنی پائی جاتی ہے اور زبان کی مٹھاس اپنے اندر ایک اپنائیت سموئے ہوئے ہے اور اس کے علاوہ خطہ پنجاب میں پنجابی زبان کو جو عروج حاصل ہے وہ دیگر کسی زبان کو حاصل نہیں ہوا۔

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ''ہیر وارث شاہ'' کی منفرد حیثیت اس لئے بھی نمایاں ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے معاشرتی بے حسی اور معاشرہ میں پائی جانے والی برائیوں کی

نشاندہی کی ہے اور معاشرہ میں موجود رسم و رواج کو نہایت عمدگی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پنجاب کے سیاسی و معاشرتی و مذہبی حالت کو بھی بیان کیا ہے اور پنجاب میں سکھوں کے ہونے والے حملوں اور اس کے بعد کی صورتحال کو بھی بیان کیا ہے۔

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ قصہ ہیر رانجھا زبان زد و عام ہے مگر اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ اس قصہ کو جو شہرت حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے قلم نے دی وہ کسی دوسرے قلم سے نہ ملی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قادر الکلامی اور انفرادیت نے اس قصہ کو آسمان کی بلندیوں پر پہنچا دیا اور اس قصہ کی بدولت آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی شہرت دوام حاصل ہوئی۔

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ''ہیر وارث شاہ'' میں جذبات کی صحیح ترجمانی کی گئی ہے اور کرداروں کے درمیان ہونے والی نوک جھونک اور ان کے مابین مکالموں کو نہایت خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا ہے جس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قادر الکلامی اور الفاظ کے خوبصورت استعمال کے فن کی عکاسی ہوتی ہے۔

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''ہیر وارث شاہ'' میں اسرار و رموز کے قیمتی موتی بیان کئے ہیں اور معرفت پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ اس کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام کرداروں کو ان کے صحیح مقام اور صحیح موقع پر بیان کیا ہے اور اس بات کا خاص خیال رکھا ہے کہ پڑھنے والے کا تسلسل خراب نہ ہو۔

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ''ہیر وارث شاہ'' کی مقبولیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیگر شعراء کی نسبت اپنے کلام میں اشعار کو اس عمدگی سے بیان کیا ہے کہ وہ موقع کی نسبت سے اور اپنے مقام کے اعتبار سے درست دکھائی دیتے ہیں اور تنقید نگاروں کو تنقید کا موقع فراہم نہیں کرتے۔

دیگر شعراء کا خراج تحسین پیش کرنا:

کسی بھی انسان کے لئے بہتر تعریف وہ ہوتی ہے جو اس کے مقابل کے منہ سے

ہو اور اس کا مقابل اس کے فن کا قدردان ہو۔

میاں احمد یار گجراتی کو پنجابی کے ممتاز شعراء کی صف میں ایک خاص مقام حاصل ہے اور میاں احمد یار گجراتی نے بھی ''قصہ ہیر رانجھا'' کو نظم بند کیا ہے مگر وہ اپنے اس قصہ کے اختتام پر حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو ذیل کے اشعار میں خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور اپنی کم علمی کا اعتراف کرتے ہیں۔

وارث شاہ جنڈیالے والے واہ واہ ہیر بنائی
میں بھی ریس اوسے دی کر کے لکھی توڑ نبھائی
جو اٹکل مضمون نبھن دی اوہنوں سو میں ناہیں کائی
وڈا تعجب آوے یارو ، ویکھ اُسدی وڈیائی
کی آکھاں بولی تھاں لگدی ، کی گل ڈھکدی آئی
احمد یار کہی اس جیسی اٹکل میں نہیں آئی

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو ذیل کے اشعار کے ذریعے خراج تحسین پیش کیا ہے۔

وارث شاہ سخن دا وارث بندے کون اِنہاں نوں
حرف اوہدے تے انگل رکھنی ناہیں قدر اُسا نوں
جیہڑی اوس چوہڑیٹی آکھی جے سمجھے کوئی ساری
ہک ہک سخن اندر خوشبوئیں وانگ پھلاں دے کھاری

انشاءاللہ خاں انشاء نے حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو اس شعر کے ذریعے خراج تحسین پیش کیا ہے۔

سنایا رات کو قصہ جو ہیر رانجھے کا
تو اہل درد کو پنجابیوں نے لوٹ لیا

رائے بہادر کہنیا لال نے حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو ان اشعار کے ذریعے خراج تحسین پیش کیا ہے۔

اگرچہ پیش ازیں وارثِ سخنداں
رقم کرد دست نظمِ حالِ ایشاں
مگر نظمش بہ پنجابی زبان است
کہ مطبوعِ دلِ پنجابیان است

پیر فضل گجراتی نے حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو ان اشعار کے ذریعے خراج تحسین پیش کیا ہے۔

گلاں پکیاں پیڈیاں کرن والا
دانشوراں دے وچ پردھان وارث
نکتہ سنج وارث، نکتہ نکتہ وارث
نکتہ فہم وارث، نکتہ دان وارث

جبکہ صائم چشتی نے حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کہا:

ہے وارث چن پنجاب دا جس گھر گھر کیتی لو
جس نے لے کے رسی مُنج دی دتے ہیرے لعل پرو

دیگر لوگوں کے تبصرے:

مقبول انور داؤدی نے حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا:

"قصہ ہیر رانجھا کو حقیقی مقبولیت حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے عطا کی اور انہوں نے اس قصہ کو نہایت عمدگی کے ساتھ اور نہایت نکھرے الفاظ کے ساتھ ترتیب دیا ہے۔"

میرزا ادیب نے حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرمایا:

"حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ آج بھی زندہ ہیں اور صدیوں تک زندہ رہیں گے۔"

پروفیسر جے چند نے "ہیر وارث شاہ" پر یوں تبصرہ کیا:

"ہندوستانی ادب میں "ہیر وارث شاہ" کے مقابل کوئی دوسری ادبی کتاب نہیں ہے۔"

رام بابو سکسینہ نے حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو ان الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا:

"صد افسوس کہ اردو زبان میں کوئی وارث شاہ (رحمۃ اللہ علیہ) نہیں ہے۔"

سر جارج گریرین نے "ہیر وارث شاہ" کی مقبولیت کا اعتراف ان الفاظ میں کیا:

"حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "ہیر وارث شاہ" بلاشبہ پنجابی زبان کا ایک بڑا نمونہ ہے۔"

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے "ہیر وارث شاہ" کے متعلق لوگوں کو اپنی رائے دینے کا پورا حق دیا ہے جو اس کی انفرادی حیثیت کو اجاگر کرتا ہے۔

کھرل ہانس دا مُلک مشہور ملکا تھے شعر کیتا نال راس دے میں
پرکھ شعر دی آپ کرلین شاعر گھوڑا پھیریا وِچ نخاس دے میں
پڑھن گھبرو دلیں وِچ خوشیں ہو کے پھُل بیجا واسطے باس دے میں
وارث شاہ نہ عمل دی راس میتھے کراں مان نمانڑا کاس دے میں

ہیر وارث شاہ کے کردار

رانجھا:

رانجھے کا حقیقی نام ''دھیدو'' تھا اور وہ موجو چودھری کا بیٹا تھا جو تخت ہزارے میں کئی جاگیروں کا مالک تھا۔

ہیر:

ہیر جھنگ سیال کے سردار مہر چوچک کی بیٹی تھی جو اپنے حسن میں بے مثل تھی اور اس کی شادی سیّدا کھیڑا سے ہوئی۔

مہر چوچک:

مہر چوچک، ہیر کا باپ اور جھنگ سیال کا سردار تھا۔

ملکی:

ملکی، ہیر کی ماں تھی اور اس نے ہی ہیر کی شادی سیّدا کھیڑا سے کروائی۔

کیدو:

کیدو، ہیر کا رشتہ دار تھا اور لنگڑا تھا۔ کیدو بظاہر درویش بنا ہوا تھا مگر درحقیقت ایک منافق اور بدباطن شخص تھا۔

سیّدا کھیڑا:

سیّدا کھیڑا کا تعلق راجپوت قبیلہ سے تھا اور اس کی شادی ہیر سے ہوئی تھی۔ رنگپور

کے جنوب میں ایک لمبی قبر موجود ہے جسے مقامی لوگ ڈاڈا اسدھ کہتے ہیں اور مشہور ہے کہ یہی قبر سیّدا کھیڑا کی ہے۔

بالناتھ:

بالناتھ ایک جوگی تھا اور رانجھا نے جوگ، بالناتھ سے ہی لیا تھا۔

لڈن ملاح:

لڈن ملاح جس سے رانجھے نے درخواست کی کہ وہ اسے دریا کے پار لے جائے مگر اس نے رانجھے کو طعنے دیئے اور دریا کے پار لے جانے سے انکار کر دیا پھر اس کی دونوں بیویاں رانجھے پر فریفتہ ہو گئی تھیں۔

مٹھی نائن:

ہیر کے گاؤں کی ایک نائن جو ہیر کے گھر کام کرتی تھی اور اسی نے ہیر اور رانجھے کی ملاقات کا انتظام اپنے گھر کیا تھا۔

ہیر لکھنے کی ترغیب

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معرکۃ الآراء تصنیف ''ہیر وارث شاہ'' اپنے دوستوں کی تحریک پر تحریر کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا اظہار ''ہیر وارث شاہ'' کے ان اشعار میں کیا ہے۔

یاراں اُساں نُوں آن سوال کیتا عشق ہیر دا نواں بنایئے جی
ایس پریم دی جھوک دا سَبھ قصہ ڈھب سوہنے سنایئے جی
نال عجب بہار دے شعر کر کے، رانجھے ہیر دا میل ملایئے جی
یاراں نال مجالساں وِچ بہہ کے مزا ہیر دے عشق دا پایئے جی

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے دوستوں کی فرمائش پر ''ہیر وارث شاہ'' ترتیب دی اور ''ہیر وارث شاہ'' کے اختتامی اشعار میں ایک مرتبہ پھر دوستوں کی اس تحریک اوران کی ترغیب کا ذکر ان اشعار میں کیا۔

حکم من کے سجناں پیاریاں دا قصہ عجب بہار دا جوڑیا اے
فقرہ جوڑ کے خوب درست کیتا نواں پھُل گلاب دا توڑیا اے
بہت جیو دے وِچ تدبیر کر کے، فرہاد پہاڑ نُوں پھوڑیا اے
سبھا وِین کے زیب بنا دِتا جیہا عطر گلاب نچوڑیا اے

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''ہیر وارث شاہ'' کی تحریر سے قبل اپنے بچپن کے دوستوں رحموں، ماچھی اور بشن چندر کے ہمراہ ان مقامات کا سفر کیا جن کا ذکر اس قصہ

میں موجود ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ سب سے پہلے گرو گورکھ ناتھ دوم کے ٹلہ ضلع جہلم پہنچے اور وہاں گرو گورکھ ناتھ کے چیلے تیرتھ ناتھ سے ملاقات کی اور جوگیوں کی عادات واطوار کا بغور جائزہ لیا اور پھر اپنے دوستوں کے ہمراہ تخت ہزارہ پہنچے اور وہاں رانجھے سے منسوب مسجد اور ہیر سے منسوب حمام کو دیکھا اور پھر رانجھے کی مسجد میں کچھ عرصہ معتکف رہے۔اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ جھنگ سیال گئے اور وہاں ایک بوڑھی عورت بھاگ بھری نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی میزبانی کے فرائض انجام دیئے۔جھنگ سیال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ رنگپور اور پھر کوٹ قبولہ گئے۔کوٹ قبولہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر حاضری کا شرف حاصل کیا اور پھر پاک پتن تشریف لائے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ''ہیر وارث شاہ'' لکھنے کی ابتداء ملکہ ہانس میں کی اور ملکہ ہانس کی ایک مسجد میں ''ہیر وارث شاہ'' مکمل کی اور ''ہیر وارث شاہ'' کی تحریر سے قبل ان تمام ہیروں کا بھی مطالعہ کیا جو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے قبل احاطہ تحریر میں لائی جا چکی تھیں۔

ہیر کب مکمل ہوئی؟

مؤرخین کے نزدیک حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ''ہیر وارث شاہ'' کی تکمیل سے متعلق بھی مختلف آراء پائی جاتی ہیں مگر حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''ہیر وارث شاہ'' کے اختتامی اشعار میں اس بات کی جانب بھی اشارہ کیا ہے۔

سن یاراں سے اسیاں نبی ہجرت لمے دیس وِچ تیار ہوئی
اٹھاراں سے تے ترِیہاں سمتاں دی راجے بکرماجیت دی سار ہوئی
جدوں دیس تے جٹ سردار ہوئے گھرو گھری جاں نویں سرکار ہوئی
اشراف خراب کمین تازہ زمیندار نُوں وڈی بہار ہوئی
چور چودھری یار نیں پاکدامن بھوت منڈلی اِک تھوں چار ہوئی
وارث جنہاں نیں آکھیا پاک کلمہ بیڑی تنہاں دی عاقبت پار ہوئی

''ہجری سال ۱۱۸۰ میں لمے دیس (ساہیوال اور ملتان کا درمیانی علاقہ) میں یہ کتاب مکمل ہوئی۔ ۱۸۲۳ء میں راجہ بکرماجیت کی حکومت تھی۔ جب اس ملک پر جاٹ حکمران ہوئے اور ہر جگہ نئی حکومتیں بن رہی تھیں۔ شریف لوگ خراب ہو رہے تھے اور کمینے لوگ ترقی کر رہے تھے اور زمینداروں پر بھی عجیب بہار کا سماں تھا۔ چور، چودھری بن گئے تھے اور پاکدامن کہلانے لگے تھے جبکہ بدنیت عروج پا رہے تھے۔ وارث شاہ (رحمۃ اللہ علیہ) جو لوگ کلمہ حق کہنے والے ہیں انہی لوگوں نے اپنی عاقبت سنوار لی ہے۔''

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے "ہیر وارث شاہ" کے اختتامی اشعار میں ملکہ ہانس کا بھی ذکر کیا ہے۔

کھرل ہانس دا مُلک مشہور ملکا تھے شعر کیتا نال راس دے میں
پرکھ شعر دی آپ کرلین شاعر گھوڑا پھیریا وِچ نخاس دے میں
پڑھن گھبرو دلیں وِچ خوشیں ہو کے پھُل بیجیا واسطے باس دے میں
وارث شاہ نہ عمل دی راس میتھے کراں مان نمانڑا کاس دے میں

"ملکہ کھرل ہانس مشہور جگہ ہے جہاں میں نے ان اشعار کو ترتیب دیا۔ شعر کی پرکھ شاعر خود ہی کرلیں گے کہ میں نے گھوڑے کو منڈی میں گھما پھرا دیا ہے۔ جب جوان اسے پڑھیں گے تو ان کے دل خوش ہوں گے اور میں نے یہ خوشبودار پھول اسی لئے بویا ہے۔ وارث شاہ (رحمۃ اللہ علیہ) میرے پاس کوئی عمل نہیں ہے پھر میں عاجز کس بات پر فخر کرسکتا ہوں۔"

قصہ ہیر رانجھا کے دیگر لکھاری

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے قبل بھی قصہ ہیر رانجھا کو کئی لوگوں نے نظم ونثر میں ترتیب دیا اور ان کے متعلق حفیظ ہوشیار پوری نے اپنی تصنیف ''مثنویات ہیر رانجھا'' میں ذکر کیا ہے۔

باقی کولابی:

باقی کولابی وہ پہلا شاعر ہے جس نے ۹۸۸ھ میں ہیر رانجھا کو فارسی زبان میں نظم کی صورت دی اور باقی کولابی نے ہیر کے شوہر کا نام حسام لکھا ہے جبکہ حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر شعراء نے اس کا نام ''سیدا کھیڑا'' بیان کیا ہے۔

سعیدی:

سعیدی نے قصہ ہیر رانجھا کو فارسی زبان میں مثنوی کی صورت میں ترتیب دیا اور اس نے اس قصہ کو ۱۶۲۷ء سے ۱۶۵۷ء کے درمیان نظم کیا۔

میتا پسر درویش چنابی:

میتا پسر درویش چنابی نے قصہ ہیر رانجھا کو فارسی زبان میں ''ہیر و ماہی'' کے نام سے ۱۱۱۰ھ میں ترتیب دیا۔

گورداس کھتری:

گورداس کھتری نے قصہ ہیر رانجھا کو فارسی زبان میں نثر کی صورت میں ۱۱۱۲ھ

سے ۱۱۲۱ھ کے درمیان ترتیب دیا۔

فقیر اللہ آفرین:

فقیر اللہ آفرین نے قصہ ہیر رانجھا کو غزلوں کی صورت دی اور انہوں نے اس پر ایک دیوان ۱۱۴۳ھ میں مرتب کیا۔

نواب احمد یار خاں یکتا:

نواب احمد یار خاں یکتا نے قصہ ہیر رانجھا کو مثنوی کے انداز میں فارسی زبان میں ترتیب دیا۔

منسارام خوشابی:

منسارام خوشابی نے قصہ ہیر رانجھا کو نثری اور نظم دونوں انداز میں فارسی زبان میں ۱۱۵۷ھ کو ترتیب دیا۔

میر قمر الدین منت دہلوی:

میر قمر الدین منت دہلوی نے ۱۱۵۹ھ میں قصہ ہیر رانجھا کو فارسی زبان میں نظم کیا۔

منشی سندر داس آرام:

منشی سندر داس آرام نے قصہ ہیر رانجھا کو ۱۱۷۳ھ میں فارسی زبان میں نظم کیا۔

منشی شیوک رام عطارد تتوی:

منشی شیوک رام عطارد تتوی نے قصہ ہیر رانجھا کو ''محبت نامہ'' کے عنوان سے فارسی زبان میں نثری انداز میں ترتیب دینا شروع کیا مگر وہ اسے مکمل نہ کر سکے۔

ہری داس:

ہری داس وہ پہلا شاعر ہے جس نے قصہ ہیر رانجھا کو مغل بادشاہ ظہیر الدین بابر

اور ہمایوں کے دور میں ہندی زبان میں ترتیب دیا۔

گنگ بھٹ:

گنگ بھٹ نے قصہ ہیر رانجھا کو ہندی زبان میں مغل بادشاہ اکبر کے زمانہ میں نظم کیا۔

دمودر داس دمودر:

قصہ ہیر رانجھا کو پنجابی زبان میں سب سے پہلے دمودر داس دمودر نے نظم کیا۔

احمد گجر:

احمد گجر نے ۱۱۰۴ھ میں قصہ ہیر رانجھا کو پنجابی زبان میں نظم کیا۔

بھائی گورداس بھلا:

بھائی گورداس بھلا سکھوں کے تیسرے گرو ہیں جنہوں نے قصہ ہیر رانجھا کو ۱۱۱۹ھ میں پنجابی زبان میں تحریر کیا۔

شاہ چراغ:

شاہ چراغ نے ۱۱۲۱ھ میں قصہ ہیر رانجھا کو پنجابی زبان میں نظم کیا۔

شاہجہان مُقبل:

شاہجہان مُقبل نے ۱۱۶۰ھ میں قصہ ہیر رانجھا کو پنجابی زبان میں نظم کیا۔

گرو گوبند سکھ:

گرو گوبند سکھ نے قصہ ہیر رانجھا کے کچھ اشعار اور دوہڑوں کو پنجابی زبان میں نظم کیا اور انہیں سکھوں کی متبرک کتاب وسم گرنتھ میں شامل کیا۔

علاوہ ازیں حضرت سیّدوارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد بھی کئی لوگوں نے قصہ ہیر رانجھا کو نظم اور نثری انداز میں بیان کیا جن کے نام ذیل ہیں۔

میر عظیم الدین عظیم تتوی:

میر عظیم الدین عظیم تتوی، میر فتح علی خاں کا درباری شاعر تھا اور اس نے ۱۲۱۴ھ میں ''مثنوی ہیر رانجھا'' کے عنوان سے قصہ ہیر رانجھا کو فارسی زبان میں مرتب کیا۔

میر ضیاء الدین ضیاء تتوی:

میر ضیاء الدین ضیاء تتوی نے قصہ ہیر رانجھا کو ''مثنوی ہیر رانجھا'' کے عنوان سے ۱۲۱۵ھ میں ترتیب دیا۔

موہن داس آزاد:

موہن داس آزاد نے میر مراد علی اور میر کرم علی کے زمانہ میں ۱۲۴۰ھ میں مثنوی ہیر رانجھا کے عنوان سے قصہ ہیر رانجھا کو فارسی زبان میں ترتیب دیا۔

علی بیگ:

۱۲۲۰ھ میں علی بیگ نے قصہ ہیر رانجھا کو فارسی زبان میں نثری انداز میں مرتب کیا۔

نواب ولی محمد خاں لغاری:

نواب ولی محمد خاں لغاری نے ۱۲۲۷ھ میں قصہ ہیر رانجھا کو فارسی زبان میں نظم کیا۔

مفتی غلام سرور لاہوری:

۱۲۳۹ھ میں مفتی غلام سرور لاہوری نے بھی قصہ ہیر رانجھا کو نظم کیا۔

عبرتی عظیم آبادی:

عبرتی عظیم آبادی نے قصہ ہیر رانجھا کو ''سراجِ محبت'' کے نام سے فارسی زبان میں نثری انداز میں ۱۲۵۲ھ میں تحریر کیا۔

فقیر قادر بخش بیدل:

۱۲۸۹ھ میں فقیر قادر بخش بیدل نے قصہ ہیر رانجھا کو ایک طویل قطعہ کی صورت میں فارسی زبان میں تحریر کیا۔

کنہیا لال:

قصہ ہیر رانجھا کو ہندی زبان میں ۱۳۰۲ھ میں کنہیا لال نے تحریر کیا اور کنہیا لال کی اس تحریر کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس نے مفتی غلام سرور لاہوری کے قصہ ہیر رانجھا کو ہندی زبان میں ترجمہ کیا۔

''ہیر وارث شاہ'' اسرار و معرفت کا خزانہ

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''ہیر وارث شاہ'' میں اسرار و معرفت کا ایک خزانہ سمو دیا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس قصہ کے اختتام پر حقائق و معارف کو کچھ اس انداز میں بیان کیا ہے کہ قارئین اگر اس قصہ کا بغور مطالعہ کرے تو وہ ان اسرار و معرفت کے خزانوں کو پا سکے گا۔

ہیر روح تے چاک قلبوت جانو بالناتھ ایہہ پیر بنایا ای
پنج پیر حواس ایہہ پنج تیرے جنہاں تھاپنا شُدھ نوں لایا ای
قاضی حق جھبیل نیں عمل تیرے عیال منکر نکیر ٹھہرایا ای
کوٹھا گور عزرائیل ہے ایہہ کھیڑا جیہڑا الیند وہی روح نوں دھایا ای
کیدو لنگا شیطان ملعون جانو جس نے وِچ دیوان پھڑایا ای
سیاں ہیر دیاں رَن گھربار تیرا جنہاں نال پیوند بنایا ای
وانگ ہیر دے بنھ لے جان تینوں کسے نال نہ ساتھ لدایا ای
جیہڑا بولدا ناطقہ ونجھلی ہے جس ہوش دا راگ سنایا ای
سہتی موت تے جسم ہے یار رانجھا انہاں دوہاں نے بھیڑ مچایا ای
شہوت بھابی تے بھکھ رنبیل باندی جنہاں جنتوں مار کڈھایا ای
جوگی ہے عورت گن پاڑ جس نے سبھ اَنگ بھبُوت رمایا ای
دنیا جان ایویں جویں جھنگ پیکے گور کالڑا باغ بنایا ای

ترنجن ایہہ بدعملیاں تیریاں نیں کڈھ قبر تھیں دوزخے پایا ای
اوہ مسیت ہے ماؤں دا شکم بندے جس وِچ شب روز لنگھایا ای
عدلی راجہ ایہہ نیک نیں عمل تیرے جس ہیر ایمان دوایا ای
وارثؔ شاہ میاں بیڑی پار کلمہ پاک زبان تے آیا ای

''ہیر کو روح تسلیم کرو اور چاک درحقیقت تمہارا جسم ہے جبکہ بالناتھ وہ ہے جس کو تم نے اپنا پیر بنایا۔ تمہارے پانچوں حواس درحقیقت پانچ پیر ہیں اور ان کی پشت پناہی کی وجہ سے تم یہاں پر ہو۔ قاضی کو حق کا ملاح تسلیم کرو اور عیال کو منکر نکیر خیال کرو۔ کوٹھا مانند قبر کے ہے اور کھیڑا ملک الموت ہے جو روح قبض کرتے ہی چلا جاتا ہے۔ لنگڑا کیدو شیطان ملعون ہے جس نے بھری محفل میں تمہیں رسوا کیا۔ ہیر کی سہیلیاں، عورتیں اور گھر یہ سب وہ ہیں جن سے تمہارا تعلق قائم ہوا۔ ہیر کی مانند تمہیں بھی باندھ کر لے جایا جائے گا اور تمہارا مددگار کوئی نہیں ہوگا۔ تمہارے اندر کی پکار بانسری کی مانند ہے جو تمہیں ہوش کا راگ سناتی ہے۔ سہتی کو موت خیال کرو اور جسم کو رانجھے کی مانند خیال کرو کہ دونوں نے ہی شور مچا رکھا ہے۔ شہوت کو مانند بھابی جانو اور بھوک کو ربیل باندی تصوف کرو جس نے تمہیں جنت سے رسوائی کے ساتھ نکالا۔ جوگی کو عورت خیال کرو جو کان چھدوا کر تمہارے جسم کو خاک میں ملا دیتی ہے۔ دنیا کو جھنگ خیال کرو جو تمہارا میکہ ہے اور کالے باغ کو قبر خیال کرو۔ عورتوں کی محافل تمہارے برے اعمال ہیں جن کی بدولت جب تم قبر سے نکالے جاؤ گے پھر دوزخ میں ڈالے جاؤ گے۔ ماں کا پیٹ مسجد ہے جہاں تم نے اپنے شب وروز بسر کیے۔ عدلی راجہ تمہارے نیک اعمال ہیں جن کی بدولت تمہیں ہیر کا ایمان ملا۔ وارث شاہ (رحمۃ اللہ علیہ) جب کلمہ حق تیری زبان پر آیا تیرا بیڑا پار ہوگیا۔''

حکیم عبدالغفور کہتے ہیں ہیر وارث شاہ درحقیقت ایک عاشق اور محبوبہ کی داستان نہیں بلکہ یہ جسم اور روح کی کہانی ہے جو انسان کی پیدائش سے اس کی موت تک کی کہانی ہے اور پڑھنے والوں کے لئے راہِ نجات ہے۔

چودھری محمد افضل خاں نے ''ہیر معرفت دے رنگ وِچ'' میں ہیر وارث شاہ میں حضرت سیّد وارث شاہ عِشْلیہ کے کلام کے اختتامی اشعار سے معرفت کی علامات کو یوں بیان فرمایا ہے۔

ہیر	روح
چاک، رانجھا	جسم
پنج پیر	انسان کے پانچ حواس
کیدو لنگڑا	شیطان لعین
قاضی	حق
عیالی	نکیرین
جھبیل	انسان کے اعمال
کوٹھا	قبر
ونجھلی	نفس امّارہ
سیّدا کھیڑا	ملک الموت
جوگ	عورت
سہتی	موت
بھابی	شہوت
عدلی راجہ	انسان کے نیک اعمال
ربیل باندی	بھوک

میت	ماں کا پیٹ
جھنگ	دنیا
ترنجن	انسان کے برے اعمال
جھنگ	دنیا
سیالوں کی بھینسیں	دنیا میں انسان کے اچھے برے اعمال

تصوف اور حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ بلاشبہ تصوف کے بڑے شیدائی ہیں اور تصوف کے اسرار ورموز پر سیر حاصل گفتگو کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف میں سالک کے لئے خود کو خاک میں ملانا، اپنے اندر موجود غرور وتکبر کو ختم کرنا، حرص وبخل کو ختم کرنا، صبر وتحمل کا مظاہرہ کرنا اور ہمیشہ دنیاوی آلائشوں سے اپنے دامن کو پاک رکھنا لازم قرار دیتے ہیں۔

ناؤں فقر دا بہت آسان لینا
کھرا کٹھن ہے جوگ کماونا وو

راہِ فقر کی کٹھنائیوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فقیر کے اندر صبر وتحمل کا مادہ ہونا ضروری ہے اور جب تک فقیر میں صبر کا مادہ نہیں ہوگا وہ اپنی منزل حقیقی کو نہیں پا سکے گا۔

گھوڑا صبر دا ذِکر دی واگ دے کے
نفس مارنا کم بھُجنگیاں دا
چھڈ زراں تے حکم فقیر ہوون
ایہہ کم ہے ماہنوآں چنگیاں دا

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فقر سکون قلب اور استقامت کا نام ہے اور فقیر کی نگاہ کیمیا ہوتی ہے۔ فقیر دنیا سے بے نیاز ہوتا ہے اور وہ اللہ عزوجل کے سوا کسی اور پر بھروسہ نہیں کرتا۔

فقر پاک آلود جہان کولوں دنیادار بھرے بجل کینیاندے
وارث شاہ فقیر دی نظر اینویں جویں پارس ہے اُپرلوہنیاندے

صوفیاء کے نزدیک انسان ایک ایسی مخلوق ہے جس میں جماد، نبات، حیوان اور فرشتہ کی خصوصیات پائی جاتی ہیں گویا کہ انسان خود ایک جہان کا نام ہے۔ اگر انسان اس جہان یا اس جہان کے خالق کو تلاش کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ اسے اپنے اندر تلاش کرے اور اگر اس نے خود کو پہچان لیا گویا اس نے رب کو پہچان لیا۔

ایس ملک وجود دا سیر وکھا
بناں راہبراں راہ نہ آیائی
اندر ویکھ توں اپنے آپ وڑ کے
تینوں راہ طریق سمجھایائی

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں نظریہ ہمہ اوست کو بھی نہایت عمدہ الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

مالا منکیاں وِچہ جیوں اِک دھاگا تویں سرب کے بیچ سما رہیا
ساہ جیوندیاں وِچہ ہے جان وانگوں نشہ بھنگ افیم وِچہ آرہیا
جویں پتریں مہندی دے رنگ رچیا تویں جان جہاں میں آرہیا
جویں رگت سریر وِچہ سانس اندر تویں جوت میں جوت سما رہیا

عشق و محبت، فقر و درویشی کی روح رواں ہیں اور مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ عشق و محبت الٰہی کو تمام جسمانی و روحانی بیماریوں کا علاج قرار دیتے ہیں اور عشق حقیقی کو بے شمار صوفی شعراء نے اپنے اپنے رنگ میں بیان کیا ہے۔ حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں بھی عشق حقیقی کا رنگ نمایاں ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کلام میں متعدد مقامات پر عشق حقیقی اور عاشقوں کے طریق پر گفتگو کی ہے۔

جنہاں صدق یقین تحقیق کیتا
مقبول درگاہ اللہ دے وے
جنہاں اِک دا راہ درست کیتا
اُنہاں فکر اندیشڑے کاہ دے وے

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے راہِ عشق میں درپیش مسائل کی بھی نشاندہی کی اور راہِ عشق میں پیش آنے والی مشکلات کا بھی ذکر کیا ہے۔

جتھے عشق دریا دی موج آوے
اوتھے اوکھیاں ترنیاں تاریاں نی
جنہاں عشق توں جان قربان کیتی
اُنہاں بخشیاں رب سرداریاں نی

عشق حقیقی میں عاشق کے لئے اولین شرط رازداری کی ہے اور عاشق کے لئے توحید پرست اور راست گو ہونا ضروری ہے۔ عشق میں جس نے رازِ خداوندی کو ظاہر کیا گویا اس نے مصیبت کو خود ہی دعوت دی۔

رسم ایس جہان دی چپ رہنا
مونہوں بولیا سوئی اوہ ماریائی
منصور نے عشق دا بھیت دِتا
اوہنوں ترت سُولی اُتے چاہڑیائی

تصوف میں اخلاق کا بہت گہرا عمل دخل ہے اور تصوف فی الحقیقت علم وعمل کا مجموعہ ہے اور اللہ عزوجل کے نیک بندے خود مجسم اخلاق تھے۔ حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی مجموعہ اخلاق، اعمالِ صالحہ، صداقت وشجاعت، سخاوت ومروّت اور جھوٹ وغیبت سے پاک عاشق حقیقی تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ایمان کی سلامتی کے لئے انسان کو اعمالِ صالحہ کا درس

دیتے ہیں۔

دولت دین تے دھرم ایمان سمجھے
وارث شاہ ہے نال کہائیاں دے

عمل بغیر علم کے اور علم بغیر عمل کے کچھ نہیں اور حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اس نقطہ کو اس پیرائے میں بیان کرتے ہیں۔

پڑھن علم تے عمل نہ کرن جیہڑے
وانگ ڈھولدے بول جو سکھنائیں

نیز فرمایا:

عمل باجھ عالم جیہڑا ہو یہندا
کتب لدیا خر کے کار ناہیں

صوفی کے لئے لازم ہے کہ وہ حرص دنیا اور نفسانی خواہشات سے پاک ہو اور جس قلب میں حرص وہوس اور نفسانی خواہشات کا غلبہ ہو وہ قلب ذکر وفکر الٰہی سے غافل ہے اور اس قلب میں اللہ عزوجل کیونکر مقیم ہوسکتا ہے؟ حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے سالک کو اسی بات کی تلقین کی ہے کہ وہ اپنے قلب کو حرص وہوس سے پاک کرے تاکہ وہ اپنی مراد حقیقی کو پاسکے۔

وارث حرص جہاندی جہاں کیتی
اوہ کدے مراد نہ پان بندے

✿✿✿

فلسفہ اور حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ

فلسفہ کا میدان بڑا وسیع اور سخت دشوار گزار ہے اور سوائے محققین کے اس وادیٔ پرخار میں قدم رکھنا اکثر و بیشتر گمراہی کا باعث ہو جاتا ہے۔ حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام اگرچہ عشقیہ ہے اور اس میں فلسفہ پر بحث کرنے کی گنجائش نہیں ہے مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کمال دانشمندی سے مختلف مواقع پر موقع کی مناسبت سے اس پر بھی سیر حاصل گفتگو کی ہے۔

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ عزوجل کی ہستی کا ثبوت بھی بیان کیا ہے اور فرمایا ہے کہ کائنات دنیا آنی جانی ہے اور ہر شے میں اللہ عزوجل کا جلوہ نمایاں ہے اور وہ ہر شے میں اس طرح سمایا ہوا ہے جس طرح تسبیح کے دانوں میں دھاگا اور جسم میں جان سمائی ہوتی ہے۔

مالا منکیاں وِچ جیوں ہک دھاگا
تویں سرب کے بیچ سما رہیا
سبھاں جیواں دے وِچ ہے جان وانگوں
نشہ بھنگ افیم وِچ آ رہیا
جویں پتریں مہندیوں رنگ رچیا
تویں جان جہان وِچ آ رہیا
جویں رکت سریر وِچ ساس اندر
تویں جوت میں جوت بنا رہیا

اللہ عزوجل کی ذات ازل سے ہے اور ابد تک رہے گی اور ما سوائے اللہ عزوجل ہر شے فنا ہونے والی ہے۔ حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس نقطہ کو ذیل کے پیرائے میں بیان کیا ہے۔

ہیر آکھدی جیونا بھلا سوئی جیہڑا
ہووے بھی نال ایمان میاں
سبھو جگ فانی ہکو رب باقی
حکم کیتا ہے رب رحمان میاں

اللہ عزوجل کی وحدانیت کا اقرار اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا کسی بھی مومن کے ایمان کا خاصہ ہے اور ایک توحید پرست انسان تمام بنی نوع انسان کو اللہ عزوجل کا کنبہ جانتا ہے اور اس کے نزدیک رنگ و نسل، امیری یا غریبی سب بے معنی ہیں اور وہ عالمگیر مساوات کا حامی ہوتا ہے۔ حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی توحید باری تعالیٰ کے قائل ہیں اور اس بات کا بھی اظہار کرتے ہیں کہ بے شک اللہ عزوجل کا پرستار اور اس کی توحید کا اقرار کرنے والا دنیا کے ہر رنج و غم سے آزاد ہوتا ہے۔

جیہڑے اِک دے ناؤں تے محو ہوئے
منظور خدا دے راہ دے نیں
جنہاں صدق یقین تحقیق کیتا
مقبول درگاہ اللہ دے نیں
جنہاں اِک دا راہ درست کیتا
تنہاں فکر اندیشڑے کاہ دے نیں
جنہاں نام محبوب دا وِرد کیتا
اوہ صاحب مرتبہ جاہ دے نیں

اللہ عزوجل نے ہر شے کو ایک خاص انداز ہ پر مقرر کیا اور اسی پر چل کر ہی اس کائنات کی ہر ہستی اپنا وجود قائم رکھے ہوئے ہے۔ مثلاً مچھلیاں پانی میں تیرتی ہیں، پرندے ہوا میں اڑتے ہیں، انسان زمین میں بود و باش اختیار کرتا ہے اور یہ سب تقدیر کے لکھے کے مطابق ہے اور ہر شے کی سرشت میں اس کی خاص خاص قوت رکھی گئی ہے اور ان میں سے بعض کو بعض پر اختیار ہوتا ہے جیسے انسان کو اچھے یا برے کی تمیز سکھا دی گئی اب یہ اس کے اختیار میں ہے کہ وہ چاہے تو اچھائی اختیار کرے چاہے تو برائی اختیار کرے۔ حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی مسئلہ تقدیر کی حقیقت کو بیان کرتے ہیں اور فرماتے ہیں یہ ایک امر الٰہی ہے جو ازل سے مقدر ہو چکا ہے اور کوئی ہستی اسے بدل نہیں سکتی۔

رضا اللہ دی حکم قطعی جانو

قطب کوہ کعبہ معمول ناہیں

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تقدیر کا حکم ہر پیغمبر، بادشاہ، وزیر، عاقل و نادان سب پر یکساں غالب ہے اور جب تقدیر کا لکھا آتا ہے تو پھر تدبیر رخصت ہو جاتی ہے اور تقدیر، تدبیر پر غالب آجاتی ہے۔

گیا بجھ تقدیر دے نال ٹھوٹھا ساتھوں لیجا قیمت توں منڈی وے

تقدیر اللہ دی کون موڑے تقدیر پہاڑاں نوں پھنڈی وے

آدم حوا نوں کڈھ بہشت وِچوں تقدیر زمین تے سُٹدی وے

سلیمان جھو کے بھٹ ماچھیاندے تختوں چا تقدیر پلٹدی وے،

موسیٰ لنگھایا پار فرعون اوتھے تقدیر دریا الٹ دی وے

یوسف جیہاں پیغمبر زادیاں نوں تقدیر کھوہے وِچہ سٹدی وے

پنچھی مرگ پھاہی وِچہ آن پھاہے نہیں خبر تقدیر دے جھنڈی وے

تقدیر جس دے سرتے تاج رکھے قدم اوسدے پرتھمی چٹ دی وے

دِتی زہر تقدیر نے حسن تائیں سیس شاہ حسین دا کٹ دی وے
وارث نبی دا دند شہید ہویا تقدیر نہ کسے توں ہٹ دی وے

انسانی فطرت پاک ہوتی ہے مگر گناہوں سے ناپاک ہو جاتی ہے اور انسان جو کہ سہو ونسیان کا پتلا ہے وہ شیطان کے بہکاوے میں آ جاتا ہے اور پھر انسان کا دامن گناہوں سے پاک نہیں رہتا۔ انسان کی دنیاوی زندگی ایک امتحان ہے اور اس امتحان میں وہی کامیاب ہوگا جو اپنے دامن کو نفسانی خواہشات سے پاک رکھے گا، دنیاوی آلائشوں اور دنیا کی رنگینیوں میں نہیں کھوئے گا۔ حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی انسان کو اس کے حقیقی مقام سے آگاہ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ایک دن تجھے یہ دنیا اور اس کی رنگینیوں کو خیر باد کہہ کر خاک میں مل جانا ہے اور اس دنیاوی امتحان میں تو اس وقت کامیاب ہوگا جب تو اپنے دامن کو بارگاہِ الٰہی سے وابستہ کر لے گا۔

بھاویں تخت بہے بھاویں زمیں سوویں
آخر خاک دیوچہ رلیونائیں
وارث شاہ میاں انت خاک ہونا
لکھ آبِ حیات جے پیونائیں

مدح پنجتن پاک

بزبان حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ

میرا ذکر ان کے طفیل سے میری فکر ان کے طفیل سے
کہاں مجھ میں اتنی سکت بھلا کہ ہو منقبت کا بھی حق ادا

ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

قُلْ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى

"(اے محبوب ﷺ) فرما دیجئے میں تم سے اس پر کچھ اجرت نہیں مانگتا ماسوائے اپنے قرابت داروں کی محبت کے۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس فرمان باری تعالیٰ کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت پاک نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ ہمیں آپ ﷺ کی قرابت داروں کی محبت کا حکم ملا ہے آپ ﷺ کے قرابت دار کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَابْنٰهُمَا

"علی اور فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے (رضی اللہ عنہم)۔"

صحیح مسلم کی روایت ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے اہل بیت کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی سی ہے جو اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو اس میں

سوار نہ ہوا وہ غرق ہوا۔

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی محبت اہل بیت سے سرشار تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سینہ میں بھی پنجتن پاک کی محبت بدرجہ اُتم موجود تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب بھی پنجتن کا ذکر کرتے نہایت ادب واحترام سے کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پنجتن سے محبت کا اظہار ان اشعار سے بھی ہوتا ہے۔

پنجتن دے جیڈ نہ بیعت کوئی
شان فقر دے نور ظہور جیہا
درد مند نہ فاطمہ جیڈ کوئی
پتر نہیں عباس سپور جیہا
علی وانگ نہ سخی دلیر کوئی
پہلوان نہ مرد مشہور جیہا
نیکوکار نہ وانگ حسین کوئی
بدکار نہ شمر لنگور جیہا

۞۞۞

پیر کامل اور حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ

پیر کامل کون ہوتا ہے اور اس کے کیا اوصاف ہوتے ہیں؟ اس شے کو پانا راہ حق تلاش کرنے والوں کے لئے لازم ہے۔ مرشد کامل کی چار علامات بیان کرتے ہوئے حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اول متبع شریعت ہو، کسی شیخ کامل کی صحبت میں رہ کر سلوک تمام کر کے منازل قرب ووصال فنافی اللہ اور بقاباللہ طے کر چکا ہو۔ دوم جب ان کی صحبت میں بیٹھو کم از کم اس وقت کے لئے دل میں اللہ عزوجل کی جانب رجوع پیدا ہو۔ سوم ان کے مریدین کو دیکھنا چاہئے کہ ان میں کیا اثر پیدا ہوا ہے؟ یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ ان کی نسبت لازم ہے یا متعدی، وہ صرف اپنے لئے کامل ہے یا دوسروں کی ہدایت کا کام بھی اس کے سپرد ہوا ہے۔ چہارم فرائض، سنن، نوافل، عبادات کی بجا آوری اور محرکات یعنی حرام کاموں سے اجتناب اور جائز وناجائز کاموں میں تمیز کر سکتا ہو۔

حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی المعروف حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پیر کامل کے لئے لازم ہے کہ وہ مرید کی تربیت خیر خواہی اور نیک نیتی سے کرے اور مرید کی تربیت ایسے کرے جیسے کوئی ماں اپنے بچہ کی کرتی ہے۔ مرید کے قلب کو نفسانی خواہشات سے پاک کرے اور اس کے قلب کی ذکر الٰہی وفکر الٰہی سے انسیت پیدا کرے۔

مرید کے لئے پیر کامل کی شخصیت ایک رہبر، ایک ہادی اور ایک رہنما کی سی ہوتی ہے اور مرید جب فنافی الشیخ کا مرتبہ پاتا ہے تو پھر پیر کامل اسے عشق حقیقی کی منازل سے آشنا کرواتا ہے اور اسے راہِ حق کی کٹھنائیوں سے روشناس کرواتا ہے اور اس راہ پر چلنے میں اس

کی کامل رہنمائی کرتا ہے۔

پیر مرید دی پریت انوکھی شالہ فرق نہ آوے
فرق آئیاں سب کیتی کتری پلو چہ غرق ہو جاوے

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی پیر کامل کی بیعت لازم ہے کہ اس کے بغیر سالک کا منزلِ مقصود تک پہنچنا محال ہے اور سالک کے لئے لازم ہے کہ وہ پیر کامل کی بیعت کے بعد صدق دل سے اس کی خدمت کو اپنا شعار بنائے۔

رہبر ڈھونڈ کے پکڑنا فرض ہویا
بناں ہادیاں تم نہ ہون جھیڑے
بندہ پُرتقصیر گناہ بھریا
شافعی حشر نوں باجھ رسول کیہڑے

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ پیر کامل کو سالک کے ہر دکھ درد کی دوا قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ پیر کامل کی صحبت میں سالک کے تمام گناہ مٹ جاتے ہیں اور پیر کامل کی صحبت میں رہ کر سالک اپنے دلی مقصد کو پاتا ہے۔

جا گونج توں وِچ منگواڑ بیٹھا
بخش لئی ہے سبھ تقصیر تیری
وارث شاہ میاں پیراں کاملاں نے
کر چھڈی ہے نیک تدبیر تیری

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سالک راہِ حق کو چاہیے کہ وہ کسی کامل پیر کے دامن سے وابستہ ہو جائے اور اپنے اندر موجود غرور و تکبر کو ختم کر دے۔

وارث شاہ فقیر دے قدم پھڑیئے
چھی کبر ہنکار تیاگیئے نی

جعلی پیروں اور نقلی صوفیاء نے لوگوں کو راہِ حق سے بھٹکانے کا جو کام شروع کر رکھا ہے اور وہ سیدھے سادے لوگوں کو اپنی عقیدت کے جال میں پھنسا کر گمراہ کرتے ہیں ایسے جعلی پیر راہِ حق سے دور ہوتے ہیں اور ان کا دور دور تک راہِ حق سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ جعلی پیر لوگوں کی رہبری کی بجائے انہیں راہِ حق سے دور کر دیتے ہیں اور ایسے جعلی پیر خود بھی تارک الصلوٰۃ ہوتے ہیں یہ اپنی مقلدوں کو بھی نماز سے دور کر دیتے ہیں۔ ان لوگوں کا مقصد سادہ لوح لوگوں کو الو بنا کر ان سے پیسے بٹورنا ہوتا ہے اور یہ درحقیقت رہبر کی بجائے رہزن ہوتے ہیں۔

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ان نام نہاد جعلی پیروں کی نشاندہی کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر کوئی دعویٰ کرے کہ وہ پیر ہے اور اس کا عمل شریعت کے منافی ہو تو پھر خواہ وہ سیّد ہو یا پھر کسی بھی کامل پیر کا مرید ہونے کا دعویدار ہو ایسے شخص پیروی کے لائق نہیں اور ایسا شخص اپنا نقصان تو کرتا ہے مگر ساتھ ہی ساتھ اپنے مقلد کو بھی نقصان پہنچاتا ہے۔

سید شیخ نوں پیر نہ جاننا ایں عمل کرے ، جے اوہ چنڈال دے جی
ہوء چوہڑا ترک حرام مسلم ، مسلمان سبھ اوس دے نال دے جی
دولتمند دیوث دی ترک صحبت ، مگر لگئے نیک کنگال دے جی
کوئی کچکر العل نہ ہو جاندا ، جے پرودیئے نال اوہ لعل دے جی

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی عاجزی

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے اندر عاجزی کوٹ کوٹ کر بھری تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عاجزی وہ واحد ذریعہ ہے جو انسان کو بارگاہِ الٰہی میں مقبول بنا سکتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی عاجزی کا اظہار ''ہیر وارث شاہ'' میں یوں کرتے ہیں۔

افسوس مینوں اپنی ناقصی دا گنہگاراں نوں حشر دے صُور دا اے
اینہاں موماں خوف ایمان دا ہے اتے حاجیاں بیت معمور دا اے
صوبہ دار نوں طلب سپاہ دی دا اتے چاکراں کاٹ قصور دا اے
سارے ملک پنجاب خراب وِچوں سانوں وڈا افسوس قصور دا اے
سانوں شرم حیا دا خوف رہندا جویں موسیٰ نوں خوف کوہِ طور دا اے
اینہاں غازیاں کرم بہشت ہووے تے شہیداں نوں وعدہ حور دا اے
ایویں باہروں شان، خراب وِچوں جویں ڈھول سہاونا دور دا اے
وارث شاہ وسنیک جنڈیالڑے دا شاگرد مخدوم قصور دا اے
رب آبرو نال ایمان بخشے سانوں آسرا فضل غفور دا اے
وارث شاہ نہ عمل دے ٹانک میتھے آپ بخش لقا حضور دا اے
وارث شاہ ہووے روشن نام تیرا کرم ہووے جے رب شکور دا اے
وارث شاہ تے جُملیاں موماں نوں حصہ بخشنا اپنے نور دا اے

''مجھے اپنے ناقص ہونے کا افسوس ہے جیسے گنہگار حشر کے دن پھونکے جانے

والے صور پر افسوس کریں گے۔ مومنوں کو اپنے ایمان کے جانے کا خوف ہوتا ہے اور حاجیوں کو بیت معمور سے جدائی کا غم ہوتا ہے۔ صوبہ دار کو سپاہیوں کی طلب ہوتی ہے اور ملازموں کو اپنی تنخواہ کٹنے کا خوف ہوتا ہے۔ ہمیں پورے ملک پنجاب میں سب سے زیادہ دکھ قصور کا ہے۔ ہمیں ہر وقت شرم و حیاء کا خوف ہوتا ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کو کوہِ طور کا خوف تھا۔ غازیوں کے لئے جنت میں انعام ہے اور شہداء کے لئے حوروں کا وعدہ کیا گیا ہے۔ عمدہ شان و شوکت والے بدباطن ہوتے ہیں جیسے دور کے ڈھول سہانے ہوتے ہیں۔ وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ جنڈیالہ کا رہنے والا ہے اور مخدوم قصور کا شاگرد ہے۔ رب عزت اور ایمان کی دولت عطا فرمائے اور ہمارے پاس اسی غفور کے فضل کا سہارا ہے۔ وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ میرے پاس کوئی عمل نہیں اور اس کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سب کچھ ہے۔ وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ تیرا نام دنیا میں اسی وقت روشن ہو سکتا ہے جب رب شکور کا تجھ پر کرم ہو۔ وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ تمام جملہ مومنوں کو اپنے نور میں سے حصہ عطا فرما دے۔"

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی دیگر تصنیفات

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''ہیر وارث شاہ'' کے علاوہ بھی کئی کتب تصنیف کیں جن کا ذکر کتب سیر میں موجود ہے۔

شرح قصیدہ بردہ شریف:

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ بردہ شریف کی شرح ۱۱۵۲ھ میں تحریر کی اور اس کے قریباً سو صفحات ہیں۔

سسی وارث شاہ:

ڈاکٹر موہن سنگھ نے اپنی مرتبہ ''ہیر'' میں حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''سسی وارث شاہ'' کا ذکر کیا ہے کہ حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے سسی پنوں کا بھی منظوم قصہ تحریر کیا۔

باراں ماہ:

ملک خالد پرویز نے اپنی تصنیف ''ذکر وارث'' میں حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''باراں ماہ'' کا ذکر کیا ہے۔

سی حرفی:

''سخن فقیراں'' میں پنڈت کالیدا نے حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی سی حرفیاں نقل کی ہیں۔

دوہڑے:

چودھری محمد افضل خاں نے ''پنج دریا'' میں حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دوہڑے نقل کیے ہیں۔

عبرت نامہ:

چودھری محمد افضل خاں نے حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''عبرت نامہ'' کا ذکر کرتے ہوئے ذیل کے اشعار بطورِ نمونہ بیان کیے ہیں۔

اِک روز جہاں تھیں جانا ہے ، وِچ قبر اندھاری پانا ہے
تیرا گوشت کیڑیاں کھانا ہے ، اے عاقل تینوں سار نہیں
اے جاگ گُرے کیوں سُتی ہیں ، اس نیندر غفلت لُٹی ہیں
توں تاہیں کھری وگتی ہیں ، ایہہ سونا تیں درکار نہیں

معراج نامہ:

میاں ہدایت اللہ نے اپنی مرتب ''ہیر'' میں حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''معراج نامہ'' کا ذکر کیا ہے۔

نصیحت نامہ:

ڈاکٹر فقیر محمد فقیر نے اپنی مرتب ''ہیر'' میں حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''نصیحت نامہ'' کا ذکر کیا ہے اور ذیل کا شعر بیان کیا ہے۔

اللہ باقی عالم فانی
سرورِ عالم یار حقانی
چھوڑ گئے فرقان نشانی
باغ رہیا گلزادی دا

چوہڑیٹڑی نامہ:

''پنجاب رنگ'' میں شیخ عقیل نے چوہڑیٹڑی نامہ کو حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کہا ہے اور ''پنج دریا'' میں چودھری محمد افضل خاں نے بھی اسے حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کہا ہے اور اس کی تصدیق ڈاکٹر فقیر محمد فقیر نے بھی کی ہے۔

اشتر نامہ:

میاں پیر دِتا نے اپنی مرتب ''ہیر'' میں اشتر نامہ کو حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر قرار دیا ہے اور انہوں نے اپنی مرتب ''ہیر'' میں اس کا ذکر کیا ہے۔

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا منتخب کلام

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہر طبقہ میں یکساں مقبول ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ قادر الکلام شاعر ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس الفاظ کا وسیع ذخیرہ پایا جاتا ہے۔ ذیل میں حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں سے کچھ چیدہ چیدہ اشعار بیان کیے جا رہے ہیں۔

حمد باری تعالیٰ

اوّل حمد خداوند تائیں ورد کیجئے عشق کیتا سو جگ دا مول میاں

پہلوں آپ ہی رب نے عشق کیتا تے معشوق ہے نبی رسول میاں

عشق پیر فقیر دا مرتبہ اے ، مرد عشق دا بھلا رنجول میاں

پڑھیاں علم نہ زہد دی تم ہوندی ، اکو عشق دا حرف معقول میاں

عشق باجھ نماز دا ج ناہیں ، تے کلمہ کلام قبول میاں

بھاویں زُہد عبادتاں لکھ کیجئے ، عشق نجات نہ مول میاں

منزل عشق دی وچہ مقصود مل دا ، جیہڑے ہور نی طور فضول میاں

وارث عاشقاں تے کرم رب دا ، ای جھاں کیتا سی عشق حصول میاں

نعت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

ڈوجی نعت رسول مقبول والی جس دے حق نزول لولاک کیتا
خاکی آکھ کے مرتبہ وڈا دِتا، سب خلق دے عیب تھیں پاک کیتا
سرور ہو کے انبیاء اولیاں دا، اَگے حق دے آپ نوں خاک کیتا
بنیاں ہورناں نوں وی معراج ہوئی، حضرت ونج معراج افلاک کیتا
پائے وڈّے مراتبے عمر چھوٹی، سینہ پاک ملائیکاں نے چاک کیتا
جتھے وہم اِدراک دی پہنچ نہیں سی، سیر نبی سرور اُوتھوں تاک کیتا
کرے اُمّتی اُمّتی روزِ محشر، خوشی چھڈ کے جی غمناک کیتا
وارث شاہ سب راز خزانیاں دے، رب نبی نوں چا ہوشناس کیتا

۞۞۞

منقبت حق چار یار

چاروں اِی یار رسول دے چار گوہر سب اِک تھیں اِک چڑہندڑے نی
ابوبکر تے عمر، عثمان، علی، آپو اپنے گنیں سوہندڑے نی
جہناں صدق یقین تحقیق کیتا، راہ رب دے سیس وکندڑے نی
ذوق چھڈ کے جہناں نے زُہد کیتا، واہ واہ اوہ رب دے بندڑے نی
جہناں فرق اُوہناں وچہ کجھ جانا، اوہ دھروں حضور دے گندڑے نی
وارث شاہ مدد چار یار والی، ربا بخش میرے فعل مندڑے نی

۞۞۞

منقبت حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ

مدح پیر دی جب نال کریو، جہدے خادماں دے وچہ پیریاں نی

جیہڑے پیر دی نظر منظور ہووے، کھریں تنہاں دے پیریاں میریاں نی

روز حشر دے پیر دے طالباں نوں، ہتھیں سجڑے ملن گیاں چیریاں نی

باجھ ایس جناب دے پار ناہیں، لکھ ڈھونڈ دے پھرن فقیریاں نی

لگے پھل توحید دے ڈالیاں تے، بھریاں میویاں دے وچہ شیریاں نی

تازہ باغ کیتا دین نبی، منڈا لائیاں، مالیاں وانگ پنیریاں نی

لکھاں معجزے ہن ظہور اندر، تھاں تھاں پھرن دستگیریاں نی

وارث شاہ محی الدین پیرا ساڈا، سوہنے نام دیاں سانوں وہیریاں نی

✿✿✿

منقبت حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ

مولا دا لاڈلا پیر چشتی گنج شکر مسعود بھرپور ہے جی

خاندان وچہ چشت دے قابلیت شہر فقیر دا پتن مشہور ہے جی

بابیاں قطباں دے وچہ اے پیر کامل جہدی عاجزی زُہد منظور ہے جی

زُہد الانبیاء نام دہرایا، سو ایسا صابری وچہ صبور ہے جی

گنج شکر نے آن مکاں کیتا، دُکھ درد پنجاب دا دُور ہے جی

وارث شاہ فرید الدین اُتے رحم رب دا فضل وفور ہے جی

✿✿✿

پہلوں ربّ دا نام پکاریئے

جدوں عشق دے کم نوں ہتھ لایئے، پہلوں ربّ دا نام پکاریئے جی
پھر نبی رسول پیغمبراں نوں دم دم نال درود پہنچایئے جی
یاراں اُساں نوں آن سوال کیتا قصہ ہیر دا نواں بنایئے جی
ایس پریم دی جھوک دا سب قصہ ڈھب سوہنے نال سنایئے جی
حرص توڑ کے بود نابود والی درجہ آپ فناں دا پایئے جی
تدوں شعر دی شاعری ٹھیک ہووے، جدوں اذن حضور توں پایئے جی
لشکدار رنگیلڑا شعر کر کے، چیٹک عام تے خاص نوں لایئے جی
کر کے کالیاں بگیاں کاغذاں نوں اینویں شعر نوں لیک نہ لایئے جی
بلبل ہو کے چہکیے باغ اندر، سخن رمز دے نال الایئے جی
رمز مغیاں وچہ خوشبو ہووے، عشق مشک نوں گھول وکھایئے جی
نال عجب بہار دے شعر کر کے رانجھے ہیر دا میل ملایئے جی
یاراں نال محفلاں وچہ بہہ کے مزہ ہیر دے عشق دا پایئے جی
رانجھے ہیر دے عشق دی گل سُنی، نویں سرے توں فیر جگایئے جی
وارث شاہ پیاریاں نال رُل کے، ہن عشق دی گل ہلایئے جی

✿✿✿

فرمان پیار دا

حکم من کے پیاریاں سجناں دا قصہ عجب بہار دا جوڑیا اے
فقرہ جوڑ کے خوب درست کیتا، نواں پھل گلاب دا توڑیا اے
بوت دل دے وچہ تدبیر کر کے فرہاد پہاڑ نوں پھوڑیا اے
ڈبہ ایس وجود قلوب والا اساں لاء سرپوش اکھوڑیا اے
نقطے جیم دے تے گھیرا آ کیتا محمد تے میم توں جوڑیا اے
گل گل تے گلاں دے عرق کڈھے، اساں جگر دا خون نچوڑیا اے
توسن طبع دا جدوں روان ہویا، اوہنوں کسے نہ ہٹکیاں ہوڑیا اے
وارث شاہ فرمان پیار دا، اساں منیاں، مول نہ موڑیا اے

✿✿✿

ونجلی پریم دی

ایہہ ساڈا حسن پسند نہ لیاونائیں، جاہ ہیر سیال دیاں لیاویں
دِنّے بوہیوں کڈھنی ملے نائیں، راتیں کنڈ پچھواڑیوں ڈھاں لیاویں
دِنّے رات پھریں اُہدے مگر لگا، جیہڑے راہ لبھے اوسے راہ لیاویں
تینتھے دل ہے رناں ولانیدار رانی کوکلاں محل توں لاہ لیاویں
واہ ونجلی پریم دی گھت جالی نڈھی کوئی سیالاندی پھاہ لیاویں
وارث شاہ جے ہور نہ داء لگے، جڑی عشق دی پا پھسا لیاویں

✿✿✿

ٹھگنیاں سارے جگ دیاں

بھابی رزق اداس جاں ہوڑیا، ہن کاہنوں گھڑ کے ٹھگ دیاں ہو
اسی کوہجڑے روپ کروپ والے تسیں جوبنے دی نمیں وگ دیاں ہو
پہلوں ساڑھ کے جی نمانڑے نوں پچھوں لاوَنے بھلیاں لگ دیاں ہو
بھائی ساک سن تساں چاء دکھ کیتے، تسمیں ساک نہ ساڈیاں لگ دیاں ہو
اسیں وانگ سوء دے بھسم ہوئے، تسیں ونگ انگاریاں اگ دیاں ہو
اسیں نس آئے تسی مگر پئیاں، پچھاں چھڈ دیہو دیہاں سگ دیاں ہو
اساں آپ تے ایہہ معلوم کیتا تسیں ٹھگنیاں ہی سارے جگ دیاں ہو

✿✿✿

کون وچھڑے یار ملاوندا اے

دُکھ درد دلدراں توڑیئے نی
سر تے آئی بلا نوں ٹال دیئے نی، حکم رب دے نال چا موڑیئے نی
ہیر آکھیا جوگیا جھوٹ بولئے، کون وچھڑے یار ملاوندا اے
ایسا کوئی نہ ملیا میں ڈھونڈ تھکی، جیہڑا گیاں نوں موڑ لیاوندا ای
جدوں ہند پنجاب دی ونڈ ہوئی، کجھ حصہ قصور دا جا سی اے
پتر سندھڑی دا حکمران ہوسی، نال ظلم دے ماریا جا سی اے
پتر جمدے رکھئے وچ قبضے، دھیاں بھیناں نوں لاڈ لڈاویئے ناں
چور یار نوں کول نہ بہن دیئے، جوئے باز نوں یار بناویں ناں
سفر وچ خاموشی نال رہیے، گلاں وچ انویں وقت گوایئے ناں

ہوکے غریب تے پگ سردی کیے، چوہدری نال وٹایئے ناں
وارث شاہ میاں پنچھیاں اُڑ جانا، ایویں خالی پنجرے نوں لٹکوایئے ناں

اِک نظم دے درس

اِک نظم دے درس ہر کرن پڑھدے نام حق اُتے خالق باریاں نی
گلستان بوستان نال بہار دانش طوطی نامہ اتے واحد باریاں نی
منشیات نصاب تے ابو فضلاں شاہنامیوں صدق نتاریاں نی
قرآن السعدین دیوان حافظ شیرازی خسرواں لکھ سواریاں نی
بہار دا نشان اُتے محمود نامہ کھول کشف لغات او گھاڑیاں نی
بدر چاچ کریما تے پند نامہ کھول کشف لغات او گھاڑیاں نی
در مجالس پڑھدے اُتے جنگ نامہ نان حلوا تے شیخ عطاریاں نی
نجات المومنین تے روشن دل پڑھدے چار چمن بھی خوب پوکاریاں نی
طب اکبر تے طب ہزار پڑھ کے قصہ یوسف دا کڈھ ہنگاریاں نی
زلیخا نال آواز بلند پڑھ دے، فل ومن اتے اعظم باریاں نی
ہدایہ کلی قرابا دین پڑھدے، مافع انسان نہ منوں وساریاں نی
تعویذات بھی نال سی، فال نامہ تے نگار دانش لکھ اتاریاں نی
سکندر نامہ تے نال انوار سہیلی، حاتم نامہ اتے صدق باریاں نی
آئین اکبری تے نگار نامہ وارث ہور متفرقہ ساریاں نی

ایتھے لُچیاں دی نہیں تھاں کوئی

ملاّ آکھیا چونڈیاں وہندیاں ہی غیر شرع توں کون ہیں دور ہووے
ایتھے لُچیاں دی نہیں تھاں کوئی پَٹے دور کر حق منظور ہووے
کوئی بدعتی توں نظر آونائیں ایسے وقت اِی دور ضرور ہووے
خراباتاں دی نہیں جا ہک ایتھے یار بدی نت مذکور ہووے
انا الحق کہاوناں کبر کر کے اوڑک مریں گاوانگ منصور ہووے
وارث شاہ نہ ہنگ دی باس چھپے بھاویں رکھیئے وِچہ کافور ہووے

۞۞۞

داڑھی شیخ دی عمل شیطان والے

داڑھی شیخ دی عمل شیطان والے کہیا رانیوں جاندر ماں ماراہیاں نوں
چہرہ نوری تے متھے محراب میاں، کیوں بولیوں کفر اگاہیاں نوں
اگے کڈھ قرآن تے بہیں منبر کہیا اڈیو مکر دیاں پھاہیاں نوں
ایہہ پلید تے پاک دا کرو واقف اسیں جانئے شرع گواہیاں نوں
جیہڑی تھاں نوں ناپاک دے وچہ وڑیوں شکر ربدیاں بے پرواہیاں نوں
کھوتی بھید کتی سبھا ضرب کڈھ ہو چھڈو کواریاں نہ ویاہیاں نوں
اساں جہے فقیر تے مہر کرو کیجئے دُعا چاء ماہندیاں راہیاں نوں
تسیں اڈ دیاں چاء قید کرو کیوں بیٹے خیال ہو بھائیاں نوں

تسیں رشوتاں ڈریں نہ رب کولوں کدی اجل دے سمجھ سپاہیاں نوں

وارث شاہ وچہ حجریاں فعل کردے ملاں جوترے لاوندے واہیاں نوں

✿✿✿

سجدی بات

وچہ مسجداں بیٹھ کے صبح ویلے تسیں ذکر تے شغل کماوندے ہو

عاصی بندہ تو ساڈڑی کرے زیارت گناہ اوسدے چاء بخشاوندے ہو

غیر شرع تے ہور حرام خوراں نال دریاں چاء کو ہاوندے ہو

شرع چار سرپوش بنایا جے تسیں شرع دے لوک سداوندے ہو

اساں رات گزارنی وچہ مسجد جے کر تسیں بھی روا رکھاوندے ہو

وارث شاہ فقیر تے مہر کریئے جے تاں سجدی بات پچھاوندے ہو

✿✿✿

گھر ربّ مسجداں ہوندیاں

گھر ربّ مسجداں ہوندیاں نے ایتھے غیر شرع نہیں واڑیئے او

کتا اُتے فقیر پلید ہووے ، نال دریاندے بنھ ماریئے او

تارک ہو صلوٰۃ دا پٹے رکھے لباں والیاں مار پچھاڑیئے او

نواں کپڑا ہووے تاں پاڑ دیئے ، لباں ہون دراز تاں ساڑیئے او

جیہڑا فقہ اصول دا نہیں واقف ، اوہنوں چاء سولی اُتے چاڑیئے او

جیہڑا کھائے حرام تے جوٹھ بولے ، اوہنوں کافر آکھ پکاریئے او

کرے جتاں جے کوئی نال اساڈے، اوس نوں مار کے چاء اجاڑ یئے او
وارث شاہ خدا دے دشمناں نوں دوروں کیتیاں ذاتگ درکار یئے او

۞۞۞

سانوں دس نماز ایہہ کسدی اے

سانوں دس نماز ایہہ کسدی اے، کس نال بنائی، کے ساریاں نے
کن تک نماز دے ہین کتنے متھے کنہاں دے دھروں ایہہ مار یانے
لے قد چوڑے کس ہان ہوندے، کس چیز دے نال سواریا نے
وارث شاہ کلیاں کتنیاں اسدیاں نے کس نال ایہہ بن کھلہاریانے

۞۞۞

نماز دے تارکاں دا انجام

اساں فقہ نوں اصول نوں صحیح کیتا غیر شرع مردود درکار نائیں
اساں دسنا حکم عبادتاں دا، پل صراط توں پار اُتار نائیں
فرض سنتاں واجباں نفل وتراں نال جائزاں سچ نتار نائیں
وارث شاہ نماز دے تارکاں نوں تازیانیاں دریاں مار نائیں

۞۞۞

مسافراں آیاں نوں

تسیں وچہ خدا دے خانیاں دے ڈہلی چھڈ کے گوز کیوں ماردے ہو
جوٹھ غیبت آں اتے حرام کرناں مشت زنی دے کم کیوں ساردے ہو
سوہنی شکل نوں ویکھ کے بھوتدے ہو پردے شرم دے تسی اتاردے ہو
باس حلویاں دی خبر مردیاں دی جیوندے نال دُعا دے ماردے ہو
پچھلی رات جاں بھکھ داوقت ہوندا حال حال ہی گھت کوکاردے ہو
انھے کوڑیاں لولیاں وانگ بیٹھے قرعہ مرن جہان دا سادے ہو
شرع چار سرپوش بنایا جے روداروڑے گنہ گار دے ہو
وارث شاہ مسافراں آیاں نوں چلو چل ہی پے پکار دے ہو

❁❁❁

کم ثواب دا

گُروی ہیر دی کراں تعریف کیہی متھے چمکدا حسن مہتاب دا جی
خونی چونڈیاں رات جوں چن دوا۔لے سرخونگ جوں رنگ شہاب دا جی
نین نرگسی مرگ مموڑے دے گلھاں ٹاہکیاں پھل گلاب دا جی
بھواں وانگ کمان لاہور وِن کوئی حسن نہ نات حساب دا جی
سرمہ نیناں دی دہار وچہ پھب رہیا چڑھیا ہند تے کٹک پنجاب دا جی
سیاں نال جھلار دی آوندی پرے جھولدا جویں عقاب دا جی

کھلی وچہ ترنجناں لٹکدی اے فیل مست چوں پھرے نواب دا جی
چہرے سوہنے تے خط و خال سوہن خوشخط جوں حرف کتاب دا جی
جیہڑے دیکھنے دے مشتاق اَہے وڈا وعدا انہاں دے باب دا جی
چلو لیلۃ القدر دی کرو زیارت وارث شاہ ایہہ کم ثواب دا جی

❁❁❁

حسن ہیر دا

ہونٹھ سرخ یاقوت جوں لعل چمکن ٹھوڑی سیب ولایتی سار وچوں
نک الف حسینی دا پپلاۓ زلف ناگ خزانے دی ہار وچوں
وند چنبے دی لڑی کہ ہنس موتی دانے نکلے حسن انار وچوں
گردن کونجدی انگلاں روانہہ پھلیاں ہتھ کولڑے برگ چنار وچوں
لکھ چین تصویر کشمیر جٹی قد سرو بہشت گلزار وچوں
چھاتی ٹھاٹھ دی ابھری پٹ کھینوں سیلو بلخ دے چنے انبار وچوں
کافور شہنا سرین بانکے حسن و ساق ستون مینار وچوں
دھنی حوض بہشت دا شک قبہ پیڈو مخملی خاص سرکار وچوں
سرخی ہونٹھاں دی لوہڑ دندا اسریدا خوجے کھتری قتل بازار وچوں
باہاں ویلنے ویلیاں گھت مکھن چھاتی سنگ مرمر گنگ دہار وچوں
شاہ پری دی بھین پنج پھول رانی گجی رہے نہ ہیر ہزار وچوں
سیاں نال لٹک دی مان متی جویں ہرنیاں ترٹھیاں بار وچوں
اپرادھ تے اندھ ولٹ مصری چمک نکلے سیاں دی وہار وچوں
پھرے چھنک دی چاء دے نال جٹی چڑھیا غضب الٹک قندھار وچوں

لنکا باغ دی پری کہ اندرانی حور نکلی چندا انوار وچوں
تپلی پیکنی دے نقش روحہ والے حسن تائیں کھاندا زخم ہزارا جاڑ وچوں
اینویں سرکدی آوندی لوڑلٹی جویں کونج تر نکلے ڈار وچوں
جیہڑا ویکھ دا اوس دے حسن تائیں کھاندا زخم تلوار وچوں
متھے آلگن جہڑے بھور عاشق نکل جان تلوار دی دھار وچوں
عشق دا بول واندھی دا تھاوں تھائیں راگ نکلنے ذیل دی تار وچوں
قزلباش جلاد اسوار خونی نکل دوڑھیا اڑو بازار وچوں
وارث شاہ جاں نیناں دا لگے کوئی بچے نہ جوئیدی ہار وچوں

۞۞۞

رُوپ جٹ دا

کو کے مار ہی مار تے پکڑ چھمک پری آدمی تے قہروان ہوئی
رانجھے اُٹھ کے آکھیا واہ سجن، ہیر ہس کے تے مہربان ہوئی
کچھے ونجلی کناں دے وچہ والے زلف مکھڑے تے پریشان ہوئی
بھنے وال چوٹی متھا چن رانجھا نین کجلے دی گھان ہوئی
صورت یوسف دی ویکھ طیموس بیٹی سنے مال تے ملک قربان ہوئی
نین مست کلیجڑے وچہ دہانے جویں ترکھڑی نوک سنان ہوئی
صورت وہندیاں ہیر نوں خوشی ہوئی عقل بھلڑی سرگردان ہوئی
رُوپ جٹ دا ویکھ کے جاگ لدھی ہیر وار گھتی تے قربان ہوئی
خوشی نال اوہدا جسہ پھل گیا جویں پھل کے تے وڈی نان ہوئی
آبغل وچہ بیٹھ کے کراں گلاں جویں وچہ قربان کمان ہوئی

بھلا ہویا میں تدھ نہ مار بیٹھی کائی نہیں سی گل بے شان ہوئی
وارث شاہ نہ تھا نو دم ماریندی چار چشم دی جدوں گھسان ہوئی

٭٭٭

قول نہ مول وساریئے

تساں جہے معشوق بے تھیں راضی منگو نیناں دی ہار وچہ چاریئے نی
نیناں تیریاں دے اسی چاک ہوئے جویں جی منے تویں ساریئے نی
کتھوں گل کیجئے نت نال تساں کوئی بیٹھ وچار وچاریئے نی
خوشی نال گمان نہ رجھ رہئے کیتے قول نہ مول وساریئے نی
گل گھت جنجال کنگال ماریں جا ترنجنیں وڑیں کواریئے نی

٭٭٭

اللہ مہر کیتی

ہتھ بدھڑی رہاں غلام تیری سنے ترنجناں نال سہلیاندے
ہوکن نت پیار تے رنگ وڈے وچہ بیلیاں دے نال بیلیاندے
سانوں رب نے چاک ملا دتا بھل گئے پیارا بیلیاندے
اساں شوق پیار دیدار والے ہور شوق نہ رنگ متھلیاندے
وہن بیلیاں دے وچہ کراں موجاں راتیں کھیڈساں وچہ حویلیاں دے
اساں سکدیاں نوں رب جگ دتا نرواں پیٹھاں اساں کیلیاں دے

خوش پوش ہوشناک گواہنڈ ہووے کس کم گواہنڈ پڑ تیلیاں دے
وارث شاہ میاں اللہ مہر کیتی اساں لبھ لئے ہٹ پھیلیاندے

۞۞۞

تاپ عشق دی

چیتا معاملے بین تاں چھڈ جائیں عشق جالناں کھرا دو ہیلڑائی
سچ آکھنائیں ہنے آکھ مینوں ایہو سچ تے جوٹھدا ویلڑائی
دہشت عشق دی بری ہے سپ کولوں برچھی سانگ تے سپ جوٹیلرائی
ایتھوں چھڈ ایمان جے نس جائیں انت روز قیامتے میلڑائی
تاپ عشق دی جھلنی بُری اوکھی عشق گرو تے جگ سبھ چیلڑائی
وارث شاہ فقیر دی آس بیجے ہیر ملے تھے کم سو ہیلڑائی

۞۞۞

گلاں تھوڑیاں چاء مکایاں

ہیر بول کے آکھدی بابلا وے تیرے نام توں گھول گھمایاں میں
جس اپنے راج تے حکم اندر صاندل بار دے وچہ کھڈایاں میں
لاساں پٹ دیاں پا کے باغ کالے پینگاں شوق دیاں پایاں میں
مرے جان بابل جویں ڈھول راجہ ماہی نہیں واڈھونڈ لیایاں میں
جیتاں ناز دے نال میں نیند کیتی تا بھی کسے نہ مول جگایاں میں
وارث شاہ پیارڑا سوہد آیا گلاں تھوڑیاں چاء مکایاں میں

۞۞۞

کنہاں جٹّاں دا پت

کیہڑے چوہدری دا پت کون، ذاتوں کہیا عقل شعور دا کوٹ ہے نی

کیکوں رزق نے آن اُداس کیتا، اہنوں کھڑے پیر دی اوٹ ہے نی

فوجدار وانگوں کر کوچ دہاناں جویں مار نقارے تے چوٹ ہے نی

کنہاں جٹّاں دا پت ہے کون کوئی کیہڑی گل دی ایس نوں تروٹ ہے نی

مینوں جاپ دا کوئی امیر زادہ خلقت ویکھ ہوندی لوٹ پوٹ ہے نی

وارث شاہ کیوں چھڈیا دیس اپنے کہیا جی وچہ ایس دی کھوٹ ہے نی

⭘⭘⭘

رانجھا ذات دا جٹ اصیل

پتر تخت ہزارے دے چوہدری دا، رانجھا ذات دا جٹ اصیل ہے جی

اہدا بھولڑا مکھ تے نین نمبے وڈی سوہنی ایس دی ڈول ہے جی

متّھا ایس دا چمکدار ایسا دا نور بھریا سخی جی دا ناہیں بخیل ہے جی

گل سوہنی پرہے دے وچہ کردا کھوج لا کے تے نیاؤں وکیل ہے جی

جیکر وچہ مقدمے جاہے نال عقل دے کرے سبیل ہے جی

لکھاں جھگڑیاں ایہہ تاں الکھ لاہے ساؤ ذات دا نہیں رذیل ہے جی

تسیں پیڑیں ایہہ طالع مند رانجھا اصل نسل تھیں جٹ اصیل ہے جی

وارث شاہ وچہ مجلساں سوہندائی عقل بخت دی نری تمثیل ہے جی

⭘⭘⭘

ہیرے بس نہ ایس توں نفع کوئی

کئی ڈوگراں جٹاں دے ناں نوں جانے پر ہے وچہ دلاوری لایاں وے
پاڑ چیر کر جاندا کڈھ دیسوں پتے لاؤندا لکھ دانایاں وے
ہیرے بس نہ ایس توں نفع کوئی جس ویر پایا نال بھایاں وے
آبدا عقل دھیا اساں لبھ لیا کیکوں چھڈ آیا مال گاماں وے
کے گل توں رس کے اُٹھ آیاں لڑیا دکھ توں نال بھرجایاں وے
وارث شاہ دی عقل ہے بہت چنگی قصے جوڑ دا گلاں سنایاں وے

✿✿✿

وارث شاہ ہے شیر جوان

لائی ہو کے معاملے دس دیندا منصف ہو بھائی وڈے بھیریاں دے
واپوں کڈھ کے کنڈھ سیدے بارلائیے ہتھوں کڈھ دیندا کھوج جھریلدے
مہر مہر دی دہاڑ دیواندے ہندا پاؤندا ویکھ بکھیڑیاں وے
سبھ رہی رونی نوں سانب لیائیے اکھیں وچہ رکھے مثل دھبریاندے
سیاں جواناں دا بھلا ہے چاک رانجھا جھڑے جاندا رب وریڑیاں دے
خبردار رہنا مال وچہ کھلا پہلوان جوں وچہ اکھاڑیاں دے
سانوں رب نے آن ملایائے میں تاں بنھ رکھاں وچہ تھیٹریاں دے
وارث شاہ ہے شیر جوان رانجھا طالع ویکھیں چاک سہیڑیاں وے

✿✿✿

مائے کرم جاگے

پاس ماں دے نڈھڑی گل کیتی ماہی نہیں دا آن کے چھیڑیا میں
نت پنڈ دے وچہ وچار پوندی ایہہ جھگڑا چانیڑیا میں
سجنا نت رُلے منگو وچہ بیلے ماہی سگھڑ تے چتر سہڑیا میں
مائے کرم جاگے ساڈے منگواں دے ساؤ اصل جیہڑا اکھڑیا میں
اوہدی ذات صفات تحقیق کر کے رانجھا ذات فرق نکھیڑیا میں
شیریں نال کلام حکایتاں دے اہدا جیوڑا پکڑلویڑیاں میں
وارث شاہ ہن ربّ نے مہر کیتی بوٹا دُکھ دا پلڑ اوکھیڑیا میں

✿✿✿

بیڑا اپار تھیسی ربّ فضل کرسی

بیلے ربّ دا نام لے جا وڑیا ، ہویا وہپ دے نال ظہیر میاں
اوہدی نیک ساعت رجوع آن ہوئی ، ملے راہ جاندے پنج پیر میاں
رانجھا ویکھ کے طبع فرشتیاں دی ، پنجاں پیراں دی پکڑ دا وہیر میاں
آکھے نڈھڑی سوہنی کرو بخشش نال ، ربّ دے تساں ہے سیر میاں
کیتی عرض فرصت سلام کر کے ، مینوں چونپ ہے وچہ سریر میاں
تساں ترٹھیاں کل جہان تردا ، میرے تسیں ہووو دستگیر میاں
ربّ کان سواری آپ تیرے کوئی پیش نہ آوسی بھیڑ میاں
بچہ کھا چوری جو مجھ بوری وچہ جیو نہ ہو دل گیر میاں

حاصل ہووَن سب مقصود تیرے، پوسی ٹھیک نشانے تے تیر میاں
بیڑا پار تھیسی ربّ فضل کرسی ، ہونائیں اِڈ ظہیر میاں
چھاویں رکھ دی بیٹھ کے شوق سیتی ، سد لاوَندا وانگ فقیر میاں
مینوں ہیر دا عشق ہے ہیر بخشوادے، رب دے تسیں امیر میاں
بخشی ہیر درگاہ تھیں تدھ تائیں، سانوں یاد کریں پوے بھیڑ میاں
تیرے ڈُٹھیاں باجھ نہ پلک رہ سی آسی جھل بیلا نڈھی چیر میاں
وارث شاہ جان نیک نصیب ہوون مدد پیر امیر فقیر میاں

✿✿✿

تیری ہوگ مراد سب آس پوری

خواجہ خضر تے شکر گنج نور گوہری ملتان دا زکریا پیر نوری
ہور شہید جلال بخاریا سی لعل شہباز بہشت حوری
طرہ خضر رومال شکر گنج مندا! لعل شہباز نور پوری
خنجر سیّد جلال بخاریئے نے کھنڈی زکریئے پیر تے اک بھوری
تینوں بھیڑ پوے کریں یاد جٹا نائیں جاننا اساں نوں پلک دوری
وارث شاہ سانوں جدوں یاد کرسیں تیری ہوگ مراد سب آس پوری

✿✿✿

ماہی دی سد نہ سنی

بیلا باغ سہایا مجھیاں نے رنگا رنگ دیاں رنگ رنگیلیاں نی
ڈرکونجاں دی وانگ وچہ پھرن بیلے اک، وب، ـے سنگ سنگیاں نی

اک ڈھالیاں مینیاں بوڑیاں سن اک کیریاں تے اک نیلیاں نی
اک کنڈھیاں سنگ دلدار سوہن اک ودھ دے مٹ مٹیلیاں نی
بوتھی مار کے اک اڈار ہویاں اک نال پیار رسیلیاں نی
اک وانگ مرغابیاں چال چلن اک بولیاں چھیل چھبیلیاں نی
اک ابلقاں سیاہ سفید سوہن پوچھل چوریاں بگیاں بیلیاں نی
وارث شاہ ماہی دی سدنہ سنی جھاں سک تیلیاں تے برے حیلیاں نی

۞۞۞

شرع وچہ منظور نہ قول رناں

شرع وچہ منظور نہ قول رناں ، رانجھا ہیرنوں آکھ سناؤندا اے
مکر رن دے، جیڈ نہ مکر کوئی رب وچہ قرآن فرماؤندا اے
مرشد جن تے رن دا بجھ شیطان جیہڑا افتر لکھ پڑھاؤندا اے
رناں سچیاں نوں کرن چاء جھوٹے مرداں وچہ نہ کوڑ سماؤندا اے
رناں منڈیاں پوستیاں بھنگیاں دا اعتبار زبان نہ آوندا اے
وارث شاہ جے قول تے دین پہرہ پت مہر دا چاک سداؤندا اے

۞۞۞

ولی غوث ایہہ رناں تھیں ہوئے پیدا

ہیر آکھدی رناں نوں نندنائیں رن جگ وچہ آپ نوں جالدی اے
رن جیڈ نہ ہٹھ ہے کسے کرنا رن مال تے ملک نہ بھالدی اے

مٹیں مجنوں دے تن تے وبھ اُگی سوہنی اپنے آپ نوں گالدی اے
زلیخاں چھڈ سرداریاں ہویا عاجز جھگی پاء کے ہٹھ سمہالدی اے
پیکے ساہورے سکیاں دین پچھا ہکھی کرن نہ دولتاں مالدی اے
سسی ہو شہید وچہ تھلاں موئی شیریں سمجھ لےاوس دے نالدی اے
ولی غوث ایہہ رناں تھیں ہوئے پیدا سمجھ لے آدم دے نالدی اے
ہیٹھ رن دے جیڈ نئیں مرد کردا وارث شاہ نوں خبر ایس حالدی اے

اللہ سچ تے نبی برحق

اللہ سچ تے نبی برحق میاں بیتاں اپنا دیاں اعتبار مینوں
تیری بنڈری بچر ہے جان میری کھڑ ویچ لے ہٹ بازار مینوں
مینوں ہورنئیں بھلیاں سب گلاں تیرے دید دی بس ہے کار مینوں
تیرے دامن لگڑی رہاں میاں جیویں جانائیں پار اُوتار مینوں
تیرے نام دا رات دن ذکر کریئے جی دے مہر نال دیدار مینوں
آپ کٹ ساں بنی جو ہوگ لکھی توں تاں دلوں نہ مول دسار مینوں
تیرے نال ہی قول نباہناایں بھاویں جیت آوے بھاویں ہار مینوں
ہن جیوندی مکھ نہ موڑ ساں گی وارث شاہ دے نال اقرار مینوں

ڈرنا ہووے جے عشق دے مہیناں تھیں

ہیر کرے تسلیاں رانجھے دیاں میرے دل دھیان کرنا
دوتی دشمناں وچہ ہے داس تیرا صابر ہو کے دکھاں نوں جاجرنا
ایس عشق دے بحر دی مہر ماروا کے لڑھ جاسی اکے ڈب مرنا
دوجا کیدو ہے شکل شیطان دی جی چارہ ہوندیاں اوس نہ فرق کرنا
بیڑا عاشقاں دا انت پار لگ سی سچ ثابتی دا تساں قدم دھرنا
ایس عشق دے کھیت دی کار ایہا نال تہمتاں معاملہ پیا بھرنا
صبر شکر کرنا چپ چاپ رہناں ہر اک دکھ زمانے دا سر دھرنا
سر دے کے عشق دی اوکھلی وچہ فیر غم دیاں دھمکاں تھیں کیہ ڈرنا
ڈرنا ہووے جے عشق دے مہیناں تھیں لازم نہیں پھر عشق دا دم بھرنا
مینوں چھڈو نہ کسے گار جوگی میرا کم ہے تیرا دیدار کرنا
گھمن گھیر دا ہے نہیں خوف کوئی اساں عشق دے بحر دے وچہ ترنا
شاید تدھ نوں ایس دی قدر نا ئیں میری نیت ہے عشق دے وچہ مرنا
جاہل عاشقاں نوں ایویں دین طعنے جویں قلب کملے لگے مگر مرنا
وارث شاہ اک رب دی مہر باجھوں نئیں عاشقاں آسرا ہور پھڑنا

۞۞۞

لوئی شرم دی لاہ کے

چھناں چوری دا کٹ کے ہیر جٹی مئیں رانجھے تے ترت پہنچاوندی اے
کرکے قسم سوگند تے قول سچا مڑ کے گھراں دے ول اوہ آوندی اے
کتن تمن تے چھڈیا ہیر جٹی ہر وقت رنجھیٹے نے جاوندی اے
لوئی شرم دی لاہ کے سنے سیاں نال شوق دے گلے لگاوندی اے
خلقت ویکھ کے اوس دی چال بھیڑی پنج انگلیاں منہ وچہ پاوندی اے
وارث شاہ وچہ دوزخاں ساڑیں گے برے عملاں نوں شرفاء ماوندی اے

❁❁❁

ساڈی گل دی لوک وچار کردے

نشر ہوئی ایہہ گل وچہ جگ سارے ہیر دوستی چاک سے نال لائی
بیلے ونجدی ہار ہنڈا اونے نوں مولوں شرم حیا نہ کرے کائی
گھر آئی جاں رانجھے توں وداع ہو کے ماں آکھدی کریں حیا کائی
مینوں ساریاں لوکاں دے طعنیاں دے لوئی شرم دی مکھ توں تدھ لائی
مار ڈکرے کرن گے چاء تیرے چوچک باپ سلطان تے سکا بھائی
آڈاریئے چنچر ہاریئے نی سر ساڈرے وچہ تیں خاک پائی
ساڈی گل دی لوک وچار کردے وچہ جھنگ سیال تے بہن بھائی
وارث شاہ حساب نوں پکڑیں گے ماپیاں دی جند جاں نائی

❁❁❁

اندر چھپ شیطان دے عمل کرناں

اندر چھپ شیطان دے عمل کرناں ایں باہر نکل نیکاں دا دیس وٹایا ای
ٹھگا کچرک ٹھگیاں نال ٹھگیں لقمہ جان حرام دا کھایا ای
خناس وانگوں خچر وادیاں دے کاہنوں جان کے کسب بنایا ای
تینوں نال تکبر سی آکڑاں دا شیطان نے سبق پڑھایا ای
جنہاں نفس نوں ماریا ربّ جاتا نبی وچہ حدیث فرمایا ای
کڑاں پوندیاں آپ لہا بیٹھوں پچھوں کملیا ڈھول وجایا ای
مہنے بیٹھ کے غافلا گھوک ستوں کیوں چڑھیاں نوں کھیت چگایا ای
نالے یار تے چوگ گئے جانی یار نوں کاہ بھلایا ای
عدلی راجہ نے نیک عمل تیرے جس ہیر ایمان دلوایا ای
وارث شاہ میاں بیڑا پار تیرا کلمہ پاک زبان تے آیا ای

✿✿✿

طبع سوہنی دس آوندی اے

کیدو ڈھونڈا کھوج نوں پھرے بھوندا باس چوری دی بیلیوں آوندی اے
مگر لگ کے ہر دے اُٹھ ٹریا جس راہ رنجھیٹے تے جاوندی اے
سبھ چھپ گئی گل لنگڑے دی جس گل نوں ہیر کرلاوندی اے
مقصود ہویا کیدو لنگڑے دا جیندی گل نوں ہیر ترماوندی اے
ہیر کول نہیں سی رانجھا نظر پیا تنگ لنگڑی تیز ہو جاوندی اے

سوال پا کے منگ دا چنگ چوری جدوں ہیر ندی ول جاوندی اے
رانجھا آکھ دا آؤ فقیر سائیں تہاڈی طبع سوہنی دس آوندی اے
وارث شاہ رنجھیٹے نوں ہیر جٹی ہر نعمتاں روز کھواوندی اے

سخن چین جہاں دا چغل لنگاں

کیدو سہیلیاں ٹوپیاں پاگل وچہ وانگ فقر دے رنگ وٹاوندا اے
اسی بھکھ نے مار حیران کیتے آن سوال خدا دا پاوندا اے
ہیر گئی جاں ندی ول لین پانی کیدو آن کے نکھ وکھاوندا اے
رانجھا ویکھ کے صورت اوس دی نوں مہر بانگی نال بلاوندا اے
کیدو سن آواز خوش حال ہویا طرف رانجھے دی دوڑیا آوندا اے
ایتھے خبر دیویں اگے ملک تینوں کیدو ایہہ سوال سناوندا اے
ٹوپی پہن کے شیخ دی بنی صورت ابلیس دے مکر بناوندا اے
حاضر بھیجو جب توفیق مولا رنگ رنگ دیاں صداں سناوندا اے
رانجھے رُگ بھر کے چوری جادتی لے کے ترت اوہ پنڈ ول وہاوندا اے
ہیر پچھدی آن کے رانجھنے نوں ادھی چوری نوں کون لیجاوندا اے
رانجھا آکھ دا اک فقیر عاجز آن واسطہ رب دا پاوندا اے
دتی رب دے نام تے چاء چوری کوئی بہت مجذوب سداوندا اے
سخن چین جہاں دا چغل لنگاں ماواں دھیاں دے ویر پواوندا اے
وارث شاہ میاں ویکھ ٹنگ لنگی شیطان دی کلاء جگاوندا اے

جنہاں عشق دے معاملے سر چائے

مائے ربّے چاک گھر گھلیائی تیرے ہون نصیب جے دہروں چنگے
ایہو جے جے آدمی ہرھ آون سارا ملک ہی ربتوں دُعا منگے
جہڑے ربّ کیتے کم ہو رہے سانوں مانو کیوں پیندے دے پنگے
کل سیانیاں ملک نوں مت دتی تیغ مہریاں عشق نہ کرو ننگے
نائیں چھیڑئیے ربّ دے پوریاں نوں جہاں کپڑے خاک دے وچ رنگے
جہاں عشق دے معاملے سر چائے وارث شاہ نہ کسے توں رہن سنگے

✿✿✿

ویکھ لج سیالاں دی

ملکی ویکھ کے ہیر دا شوخ دیدہ چاء مہر تے حال اظہار کیتا
اساں بنی ہے مہر جی بہت اوکھی سانوں ہیر دے مہنیاں خوار کیتا
طعنے دین شریک تے لوک سارے چوء طرفیوں خوار سنسار کیتا
ویکھ لج سیالاں دی لاہ سٹی نڈھی ہیر نے چاک نوں یار کیتا
جاں میں مت دتی اگوں لڑن لگی لاہ کے چشماں نوں چار کیتا
کڈھ چاک نوں کھوہ لئے سبھ مہیں اساں چاک تھیں جی بیزار کیتا
اکے دھی نوں چاء گھڑے ڈوب کریئے جانوں ربّ صاحب گنہگار کیتا
جھب ویاہ کے بیٹری کڈھ دیسوں سانوں ٹھٹھ ہے ایس مردار کیتا
ایسی اولاد توں سنج اچھی جہاں مایاں نال وگاڑ کیتا
وارث شاہ دا آکھیا من مہر تینوں راب صاحب نے سردار کیتا

✿✿✿

اساں تخت ہزارہ نوں جاوٴنا

ملکی آکھ دی لڑیوں جے نال چوچک کوئی سخن نہ جیو تے لاوٴنا میں
کہیا ماپیاں پتراں لڑن ہوندا تساں کتھناں تے اساں کھاوٴنا میں
چھڈ مال دے نال میں گھول گھتی مال سانب کے گھریں لیاوٴنا میں
توں ہیں چوء کے دودھ جمائیں تو میں ہیر دا پلنگ وچھاوٴنا میں
کڑی کل دی تیرے توں رس بیٹھی تو ہیں اوس نوں آن مناوٴنا میں
منگو مال تے ہیر سیال تیری نالے گھور تے نالے کھاوٴنا میں
گھتھا ٹولنا کس رلاوٴنا میں سنجیں وگنوں تساں لیاوٴنا میں
منگو چھیڑ کے جھل وچہ ہوش رکھیں آئے غیر نوں جا بلاوٴنا میں
تیرے نام توں ہیر قربان کیتی منگو سانب کے چار لیاوٴنا میں
منگو چھیڑ کے جھل وچہ میاں وارث اساں تخت ہزارہ نوں جاوٴنا میں

✡✡✡

حکم ربّ دا پیراں نوں بھاوٴندا اے

رانجھا ہیر دی ماں دے لگ آکھے چھیڑ مجھیاں جھل نوں آوٴندا اے
منگو واڑ دتا وچہ جھانگڑے دے نہائی کے ربّ دھیاندا اے
بخشنہار ستار ہے نام تیرا بخش ہیر ایہہ یہ شغل کماوٴندا اے
صورت وچہ محبوب دی محو ہو کے اگے نظر دے آن بہاوٴندا اے
ہیر ستواں دا مگر گھول چھناں ویکھو رزق رنجھیٹے دا آوٴندا اے
گل پاء پلا پیریں جا پئیدیں مٹیں رانجھے نوں عشق مناوٴندا اے

میرا مرن جیون تیرے نال میاں سنجا لوک پیا بھس پاوندا اے
پنجاں پیراں دی آمد ترت ہوئی حکم رب دا پیراں نوں بھاوندا اے
رانجھا ہیر دویں ہتھ بنھ کھلے حکم پیراں دا ایہہ فرماوندا اے
وارث شاہ میاں تساں دوہاں تائیں رب ثابتی نال ملاوندا اے

✿✿✿

ایس عشق دا ونج بیوپار ایہو

رانجھے ہیر دوہاں رل عرض کیتی اگوں پیراں دا ایہہ فرماونا میں
بچہ ہیر تیری تے ہیر دا میں موتی لال دے نال پراونا میں
پیراں دوہاں نوں بہت نصیحت کیتی ایس عشق اکھاڑیا پاونا میں
بچہ دوہاں نے رب نوں یاد کرنا اتے عشق نوں مہناں کی لاونا میں
اٹھے پہر خدا دی یاد اندر تساں خیر تے خیر کماونا میں
میہناں تساں نوں جگ نے لاونا ئیں تساں نوں نس نہ جاونا میں
ایس عشق دا ونج بیوپار ایہو جی جان تے سیس گھماونا میں
وارث شاہ پنجاں پیراں حکم کیتا بچہ عشق نوں نہیں ڈولاونا میں

✿✿✿

ایس عشق دے روگ دی گل ایویں

ہیر آکھ دی بابلا عملیاں توں نائیں عمل ہٹایا جا میاں
جیہڑیاں واریاں عادتاں جان نائیں رانجھے چاک توں رہیا نہ جا میاں

شینہ چترے رہن نہ ماس باجھوں جھٹ نال ایہہ رزق کمامیاں
داغ انب دی رسا دانہیں لہٰذا داغ عشق دا بھی نہیں جا میاں
ہور سب گلاں منظور کراں اک چاک توں نہیں ہٹا میاں
جتھے قلم تقدیر دی وگ چکی اوتھے نہیں جودے مٹا میاں
متیاں منگ درگاہ تھیں لیا رانجھا چاک بخشیا آپ خدا میاں
ہور سب مسئلے منظور کیتے بناں رانجھے دے نہیں ٹکا میاں
ایس عشق دے روگ دی گل ایویں سر جائے تے ایہہ نہ جا میاں
وارث شاہ میاں جویں گنج سر دا باراں برس پٹن نہیں جا میاں

جنہاں قول تے ہردم ایمان چھڈے

بنی کتنی بندیاں سمجھ مائے لگے درد جو ایس وجود ہے نی
جنہاں گلاں راتوں میں نام لیندی اہنیں گلیں نہ کچھ بہبود ہے نی
رانجھے نال ہے قول قرار میرا قولوں پھرا نتے ہوواں مردود ہے نی
رانجھا کہند یہو کھیڑا وسد یہو تیرے قاضی دا دل خوشنود ہے نی
متیاں رانجھے نوں چھڈاں نہ مول مائے جچے تن وچہ جان موجود ہے نی
وچہ دوزخاں پا کے ساڑیائی اوہ تاں کافر بڑا ہے یہود ہے نی
دعویٰ نال خدا دے نبھدا سی اپنی بندگی تے نمرود ہے نی
جنہاں قول تے ہردم ایمان چھڈے وارث شاہ وچہ حشر نابود ہے نی

اوہ نوں گھر اُجاڑ بیندی

اوہ نوں گھر اُجاڑ بیندی جیہڑی نال گوانڈیاں رلی ہووے
اوہ دھی حیا گوا بیندی جیہڑی نت بن ہنیڑے چڑھی ہووے
اوس بہن نوں قدر کیہہ بھرا دی جیہڑی نانکیاں دے گھر پلی ہووے
چھڈ سائیں وارثا ماں ماں ہوندی چاہے بری ہووے چاہے بھلی ہووے

✿✿✿

الف آجانی خیر نال آویں

الف آجانی خیر نال آویں کیوں دل کیتا تیرا آوَنے نوں؟
گوڈے وڈ کے کرآن میں چار پاوے باہنیں رکھ لے پیناں پوانے نوں
وال وال کر کے منجا خوب بن لے کھل لا لے بیٹھ وچھاوَنے نوں
وارث شاہ میاں پنجر پیا خالی لے جا یار دا ساج وچھاوَنے نوں

✿✿✿

بُجھی عشق دی اَگ نوں واوُ لگی

بُجھی عشق دی اَگ نوں واوُ لگی سماں آیا ہے شوق جگاوَنے دا
بالناتھ دے ٹلے دا راہ پھڑیا متا جا گیا گن پڑاونے دا
پٹے پال ملائیاں نال رکھے وقت آیا ہے رگڑ مناونے دا
جرم کرم تیاگ کے تھاپ بیٹھا کسے جوگی دے ہتھ وکاونے دا

بُندے سوئنے دے لاہ کے چاء چڑھیا گن پاڑ کے مُندراں پاونے دا
کسے ایسے گُرو دیو دی ٹہل کریئے سحر دَس دے رَن کھسکاونے دا
وارثؔ شاہ میاں اینہاں عاشقاں نوں فکر ذرا نہ جِند گواونے دا

✿✿✿

جوگی چھڈ جہان فقیر ہوئے

جوگی چھڈ جہان فقیر ہوئے ایس جگ وِچ بہت خواریاں نیں
لین دین تے دغا انیاوں کرنا لُٹ گھُٹ تے چوریاں یاریاں نیں
اوہ پُرکھ نربان پد جا پہنچے جِنہاں پنجے ہی اِندریاں ماریاں نیں
جوگ دیو تے کرو نہال مینوں کیہاں جیو تے گھنڈیاں چاڑھیاں نیں
ایس جٹ غریب توں تار او ویں جویں اُگلیاں سنکتاں تاریاں نیں
وارثؔ شاہ میاں رب شرم رکھے جوگ وِچ مصیبتاں بھاریاں نیں

✿✿✿

ناؤں فقر دا بہت آسان لینا

ایس جوگ دے واعدے بہت اُوکھے نادا نہت تے سن وجاونا وو
جوگی جنگم گوڈری جٹا دھاری مُنڈی نِرملا بھیکھ وٹاونا وو
تاڑی لائیکے ناتھ دا دھیان دھرنا دسویں دوار ہے ساس چڑھاونا وو
جے آئے دا ہرکھ تے سوگ چھڈے نہیں مویاں گیاں پچھوتاونا وو
ناؤں فقر دا بہت آسان لینا کھرا کٹھن ہے جوگ کماونا وو

دھو دھائیکے جُتاں نوں دھوپ دینا سدا اَنگ بھبھوت رماونا وو
اُدیان باشی جتی ستی جوگی جہات استری تے ناہیں پاونا وو
لکھ خوبصورت پری حور ہووے ذرا جیو ناہیں بھرماونا وو
کند مول تے پوست افیم بھجیا نشہ کھائیکے مست ہو جاونا وو
جگ خواب خیال ہے سُپن ماتر ہو کملیاں ہوش بھلاونا وو
گھت مُندراں جنگلاں وِچ رہنا بین کِنگ تے سنکھ وجاونا وو
جگن ناتھ گوداوری گنگ جمنا سدا تیرتھاں تے جاء نہاونا وو
میلے سِدھاں دے کھیلنا دیس پچھم نواں ناتھاں دا درسن پاونا وو
کام کرودھ تے لوبھ ہنکار مارن جوگی خاک در خاک ہو جاونا وو
رناں گھوردا گاوندا پھریں وحشی تینوں اوکھڑا جوگ کماونا وو
ایہہ جوگ ہے کم نراسیاں دا تُساں جٹاں کیہ جوگ تھوں پاونا وو

❁❁❁

عشق دے رنگ رَتے

گھوڑا صبر دا ذِکر دی واگ دے کے نفس مارنا کم بھُجنگیاں دا
چھڈ زراں تے حکم فقیر ہوون ایہہ کم ہے ماہنوآں چنگیاں دا
عشق کرن تے تیغ دی دھار کپن نہیں کم ایہہ بھکھیاں ننگیاں دا
جیہڑے مرن سو فقر تھیں ہون واقف نہیں کم ایہہ مرن تھیں سنگیاں دا
اتھے تھاؤں ناہیں اڑبنگیاں دا فقر کم ہے سِراں تھوں لنگھیاں دا

شوق مہر تے صدق یقین باجھوں کیہا فائدہ ٹکڑیاں منگیاں دا
وارث شاہ جو عشق دے رنگ رتے گندی آپ ہے رنگ دیاں رنگیاں دا

کھاء رزق حلال تے سچ بولیں

کھاء رزق حلال تے سچ بولیں چھڈ دے توں یاریاں چوریاں وو
توبہ کریں تقصیر معاف تیری جیہڑیاں پچھلیاں صفاں نگھوریاں وو
اوہ چھڈ چالے گوار پنّے والے چتّی پاڑ کے گھتیوں موریاں وو
پچھا چھڈ جٹالیاں سانجھ خصماں جیہڑیاں پاڑیو کھنڈ دیاں بوریاں وو
جو راہکاں جوترے لا دِتے جیہڑیاں ارلیاں بھنیاں دھوریاں وو
دھودھا کے مالکاں ورت لیاں جیہڑیاں چاٹیاں کیتیوں کھوریاں وو
رلے وِچ تیں ریڑھیا کم چوری کوئی خرچیاں ناہیوں بوریاں وو
چھڈ سبھ بریائیاں خاک ہو جا نہ کر نال جگت دے زوریاں وو
تیری عاجزی عجز منظور کیتے تاں میں مندراں گن وِچ سوریاں وو
وارث شاہ نہ عادتاں جاندیاں نیں بھانویں کٹیے پوریاں پوریاں وو

جدوں کرم اللہ دا کرے

جدوں کرم اللہ دا کرے مدد بیڑا پار ہوئے نمانیاں دا
لینا قرض ناہیں بوہے جا بہیئے کیہا تان ہے اساں نتانیاں دا

میرے کرم سولڑے آن پہنچے کھیت جمیا بھُلیاں دانیاں دا
وارث شاہ میاں وڈا وید آیا سردار ہے سبھ سیانیاں دا

۞۞۞

اِجڑ چارنا کم پیغمبراں دا

اِجڑ چارنا کم پیغمبراں دا کیہا عمل شیطان دا ٹولیو ای
بھیڈاں چار کے تہمتاں جوڑنا ایں کیہا غضب فقیر تے بولیو ای
اَسیں فقر اللہ دے نانگ کالے اَساں نال کیہ کوئیلا گھولیو ای
واہی چھڈ کے کھولیاں چاریاں نی ہویوں جوگڑا جیو جاں ڈولیو ای
سچ من کے پچھاں مڑ جا جٹا کیہا کوڑ دا گھولنا گھولیو ای
وارث شاہ ایہہ عمر نت کریں ضائع شکر وچ پیاز کیوں گھولیو ای

۞۞۞

بھیت دَسنا مرد دا کم ناہیں

بھیت دَسنا مرد دا کم ناہیں مرد سوئی جو ویکھ دم گھُٹ جائے
گل جیو دے وچ ہی رہے خفیہ کاؤں وانگ پیخال نہ سُٹ جائے
بھیت کسے دا دَسنا بھلا ناہیں بھانویں پچھ کے لوک نکھُٹ جائے
وارث شاہ نہ بھیت صندوق کھلے بھانویں جان دا جندرا ٹُٹ جائے

۞۞۞

وارث شاہ دا شعر کیہ سحر ہے نی

ایہہ مثل مشہور ہے جگ سارے کرم رب دے جیڈ نہ مہر ہے نی
ہنر جھوٹھ کمان لاہور جیہی اتے کانورو جیڈ نہ سحر ہے نی
چغلی نہیں دیپالپور کوٹ جیہی اوہ نمرود دی تھاؤں بے مہر ہے نی
نقش چین تے مُشک نہ ختن جیہا یوسف زیب نہ کسے دا چہر ہے نی
میں تاں توڑ ہشد ھات دے کوٹ شاں تینوں دس کھاں کاس دی ویہر ہے نی
بات بات تیری وِچ ہین کامن وارث شاہ دا شعر کیہ سحر ہے نی

❁❁❁

صبر فقر دا قول اقرار ہے وے

مایاں اٹھائی پھرن ایس جگ اتے جہاں بھون تے گل بیہار ہے وے
اینہاں پھرن ضرور ہے دینہہ راتیں دُھروں پھرن اینہاندڑی کار ہے وے
سورج چند گھوڑا اتے روح چکل نظر شیر پانی ونجار ہے وے
تانا تنن والی اِل گدھا کتا تیر چھج تے چھوکرا یار ہے وے
ٹوپا چھاننی تکڑی تیغ مرکب بکلا ترکلا پھرن وپار ہے وے
بلی رن فقیر تے اگ باندی اینہاں پھرن گھرو گھری کار ہے وے
اینہاں اٹھایاں وِچوں توں مُول ناہیں تیرا لڑن تے بھڑن رُزگار ہے وے
وارث شاہ دیلی بھیکھے لکھ پھردے صبر فقر دا قول اقرار ہے وے

❁❁❁

عدل بنا سردار ہے رُکھ

عدل بنا سردار ہے رُکھ اپھل رَن کڈھنی جو وفادار ناہیں
نیاز بناء ہے کنجی بانجھہ تھانویں مرد گدھا جو عقل دا یار ناہیں
بناء آدمیت ناہیں انس جاپے بناء آب قتال تلوار ناہیں
صبر ذکر عبادتاں بانجھ جوگی دماں بانجھ جیون درکار ناہیں
ہمت بانجھ جوان دن حسن دلبر لُون بانجھ طعام سواد ناہیں
شرم بانجھ مُچھاں بناء عمل داڑھی طلب بانجھ فوجاں بھر بھار ناہیں
عقل بانجھ وزیر صلوٰۃ مومن دیوان حساب شمار ناہیں
وارث رَن فقیر تلوار گھوڑا چارے تھوک ایہہ کسے دے یار ناہیں

✿✿✿

مرد صادھن چہرے نیکیاں دے

مرد صادھن چہرے نیکیاں دے صورت رَن دی میم موقوف ہے نی
مرد عالم فاضل اجل قابل کسے رَن نوں کون وقوف ہے نی
صبر فرع ہے منیا نیک مرداں ایتھے صبر دی واگ معطوف ہے نی
دفتر مکر فریب تے چھر وائیں اینہاں پستیاں وِچ ملفوف ہے نی
رَن ریشمی کپڑا پہن مُسلی مرد جوز قیدار مشروف ہے نی
وارث شاہ ولایتی مرد میوے اتے رَن مسواک دا صوف ہے نی

✿✿✿

یار سوئی جو جان قربان ہووے

دوست سوئی جو بپت وِچ بھیڑ کٹے یار سوئی جو جان قربان ہووے
شاہ سوئی جو کال وِچ بھیڑ کٹے گل بات دا جو نگہبان ہووے
گاؤں سوئی جو سیال وِچ دُدّھ دیوے بادشاہ جو نت شبان ہووے
نار سوئی جو مال دن بیٹھ جالے پیادہ سوئی جو بھوت مسان ہووے
امساک ہے اصل افیم باجھوں غصے بناء فقیر دی جان ہووے
روگ سوئی جو نال علاج ہووے تیر سوئی جو نال کمان ہووے
کنجر سوئی جو غیرتاں باجھ ہوون جویں بھابڑا بناء اشنان ہووے
قصبہ سوئی جو وِیر بن پیا وَسے جلاد جو مہر دن خان ہووے
کواری سوئی جو کرے حیا بہتا نیویں نظر تے باجھ زبان ہووے
بناء چور تے جنگ دے دیس وسے پٹ سوئی دن ان دے پان ہووے
سیّد سوئی جو شوم نہ ہووے کائر زانی سیاہ تے نہ قہروان ہووے
چاکر عورتاں سدا بے عذر ہوون اتے آدمی بے نقصان ہووے
پڑھاں جاوے بھیسیا چو براوے متاں منگنوں کوئی ودھان ہووے
وارث شاہ فقیر دن حرص غفلت یاد رب دی وِچ مستان ہووے

✿✿✿

کارساز ہے رب تے پھیر دولت

کارساز ہے رب تے پھیر دولت سبھو محنتاں پیٹ دے کارنے نی
نیک مرد تے نیک ہی ہووے عورت اونہاں دوہاں دے کم سوارنے نی
پیٹ واسطے پھرن امیر دَر دَر سیّدزادیاں نے گدھے چارنے نی
پیٹ واسطے پری تے حورزاداں جان جن تے بھُوت دے وارنے نی
پیٹ واسطے رات نوں چھوڈ گھر در ہو پاہرو ہوکرے مارنے نی
پیٹ واسطے سبھ خرابیاں نیں پیٹ واسطے خون گزارنے نی
پیٹ واسطے فقر تسلیم توڑن سبھو سمجھ لے رَنّے گوارنے نی
ایس زمین نوں واہندا ملک مُکا اُتّے ہو چکے بڈے کارنے نی
کاؤں ہور تے را ہک نیں ہور اس دے خاوند ہور دم ہوراں مارنے نی
مہربان جے ہووے فقیر اِک پل تساں جہے کروڑ لکھ تاڑنے نی
وارث شاہ جے رَن نے مہر کیتی بھانڈے بول دے کھول منہ مارنے نی

✿✿✿

جیہی نیت ہے تیہی مراد

جیہی نیت ہے تیہی مراد ملیا گھرو گھری چھائی سر پاونا ئیں
پھریں منگدا بھونکدا خوار ہوندا لکھ دغے پکھنڈ کماونا ئیں
سانوں رب نے دُدّھ تے دہی دِتا بچھا کھاونا اتے ہنڈاونا ئیں
سونا زیر پہن کے اَسیں بیبے وارث شاہ توں جیو بھرماونا ئیں

✿✿✿

بُرا بول نہ رب دیاں پُوریاں نوں

فقر شیر دا آکھدے ہین برقع بھیت فقر دا مُول نہ کھولیے نی
دُدّھ صاف ہے ویکھنا عاشقاں دا شکر وِچ پیاز نہ گھولیے نی
سَرے خیر سو ہس کے آن دیجے لیے دعا تے مِٹھڑا بولیے نی
لئے [illegible] چڑھائیکے ودھ پیسہ پر تول تھیں گھٹ نہ تولیے نی
بُرا بول نہ رب دیاں پُوریاں نوں نی بے شرم کپتیے لولیے نی
مستی نال فقیراں نوں دیں گالھیں وارث شاہ دو ٹھوک منولیے نی

جدوں تیک ہے زمین آسمان قائم

جدوں تیک ہے زمین آسمان قائم تداں تیک ایہہ واہ سبھ وہین گے نی
سبھا کبر ہنکار گمان لدے آپ وِچ ایہہ اَنت نوں ڈہین گے نی
اسرافیل جاں صُور قرنا پھُوکے تدوں زمیں آسمان سبھ ڈھین گے نی
کُرسی عرش تے لوح قلم جنت روح دوزخاں ست ایہہ رہین گے نی
قہر عدست کے پرش میں لاوناہاں دساں اونہاں جو اُٹھ کے بہن گے نی
نالے پتری پھول کے فال گھتاں وارث شاہ ہوری سچ کہن گے نی

گھروں کڈھیا عقل شعور گیا

گھروں کڈھیا عقل شعور گیا آدم جنتوں کڈھ حیران کیتا
سجدے واسطے عرش توں دے دھکے ہویں رب نے رد شیطان کیتا
شداد بہشت تھیں رہیا باہر نمرود مچھر پریشان کیتا
وارث شاہ حیران ہو رہیا جوگی ہویں نوح حیران طوفان کیتا

بوتیاں گلاں اساں کرنیاں ناہی

بوتیاں گلاں اساں کرنیاں ناہی ، اساں نیڑیوں گل مکاونی اے
وارث شاہ میاں گل لوکریاں جھیڑے روز حشر کم او لیونی اے
ایویں کت کتوتیاں کرنا ایں ذرا ٹھاگ زبان نوں گندیاں او لے
ایویں رناں وچ تناں بن بیٹھیاں اے کسی بھاگ بھری دیاں چنڈیاں او لے
تیری ساریاں چھلتراں صاف ہوسن جدوں جاڑ خرا اوئے رندیاں ہووے

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال

وارث شاہ ہووے روشن نام تیرا
کرم ہووے جے رب شکور دا اے

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دیگر حالات وواقعات کی مانند آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال کے متعلق بھی کتب سیر میں مختلف آراء موجود ہیں اور مورخین میں جس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے اسی طرح تاریخ وصال اور سن وصال میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تاریخ وصال کے محققین کی چند آراء حسب ذیل ہیں۔

مولوی محمد داؤد نے اپنی تحقیق کے مطابق حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا سن وصال ۱۱۷۱ھ بمطابق ۱۷۵۷ء بیان کیا ہے۔

حمید اللہ ہاشمی نے اپنی تصنیف میں حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا سن وصال ۱۱۸۴ھ بمطابق ۱۷۷۰ء بیان کیا ہے۔

سیّد سبط اللہ ضیغم نے اپنی ریسرچ میں حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا سن وصال ۱۲۰۶ھ بمطابق ۱۷۹۲ء بیان کیا ہے۔

موہن سنگھ نے حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا سن وصال ۱۱۹۹ھ بمطابق ۱۷۸۴ء بیان کیا ہے۔

فرمودات

- زندگی کی شاخ پر کوئی پرندے آئے اور بول کر چلے گئے اور یہاں کوئی بھی اپنا مستقل ٹھکانہ قائم نہ کر سکا۔
- اللہ عزوجل ہماری شرم رکھے اور ہمارے عیوب سے پردہ پوشی فرماتے ہوئے ہمیں اس دنیا سے گزار دے۔
- اے بدعمل! تو جس سے چوری چھپے برے عمل کرتا ہے وہ تیرے بال بال سے بھی واقف ہے۔
- محبوب کے ہونٹ آبِ حیات کی مانند ہوتے ہیں۔
- محبوبِ حقیقی سے جدائی کا غم موت سے بھی برا ہے۔
- غنی بروزِ حشر اس لئے پکڑے جائیں گے کہ ان سے فقراء کے متعلق سوال کیا جائے گا۔
- اللہ عزوجل بندوں کے تمام عیوب سے واقف ہے۔
- دنیا میں اپنے قیام کو سرائے میں ایک رات کے قیام کی مانند خیال کرو۔
- چاند اور سورج کو ان کی گردش کی وجہ سے گرہن لگتا ہے۔
- اللہ عزوجل کی مدد شامل حال ہو تو پھر فضل ہو ہی جاتا ہے۔
- بروزِ حشر جب بادشاہ کے اعمال کا وزن ہوگا اس سے عدل کے متعلق دریافت کیا جائے گا۔

- جیسے مکھی شہد کے نزدیک جا کر اس میں پھنس جاتی ہے اس طرح انسان اس دنیا میں پھنس چکا ہے۔
- پتھر پر کبھی رنگ نہیں چڑھتا خواہ اسے کتنا ہی کسی رنگ میں ڈبویا جائے۔
- عشق کی رسم اور قانون یہ ہے کہ خاموش رہا جائے اور جس نے زبان کھولی اسے مار دیا گیا۔
- پاک و صاف قلب والے عطر کی تلاش میں عطر نکالنے والی دوکان کو ڈھونڈ لیتے ہیں۔
- جب تکلیف برداشت کر کے راتوں کو محنت کی جائے یعنی ذکر الٰہی میں شب بھر مشغول رہا جائے تو پھر راتیں ضائع نہیں جاتیں۔
- حرص میں کچھ نفع نہیں۔
- وہ لوگ ہمیشگی زندگی پاتے ہیں جو اپنی زندگی ذکر الٰہی و فکر الٰہی میں بسر کرتے ہیں۔
- اے انسان! جب ساڑھے تین ہاتھ یعنی قبر کی زمین تیری ملکیت ہے تو پھر تو اتنا بڑا رقبہ گھیرنے کی خواہش کیوں رکھتا ہے۔
- اے انسان! تجھے اس دنیا میں بندگی کے لئے بھیجا گیا اور تو یہاں آتے ہی کھانے پینے میں مشغول ہو گیا۔
- اے انسان! تو اس وقت بندگی کو پچھتائے گا جب ملک الموت تیری روح قبض کرنے کے لئے آن پہنچے گا۔
- اے انسان! تیری ان سانسوں کا کیا بھروسہ ہے تو اپنی زندگی کو یوں فضولیات میں برباد نہ کر۔
- اے انسان! تو جوانی کے نشہ میں مست رہا اور اب جب عمل کا وقت گزر گیا تو تجھے پچھتاوے کے سوا کچھ نہیں ملا۔

- نیکی اور بندگی کرو کہ تمہیں اس دنیا میں دوبارہ لوٹ کر نہیں آنا۔
- رضائے الٰہی، تقدیر اور وقت کو اولیاء اللہ رحمہم اللہ بھی نہیں ٹال سکے۔
- سچ کو جھوٹ میں چھان کر اسے نکھار دو۔
- ان عاشقوں کو کیسے آرام آ سکتا ہے جن کے مقدر میں عشق کے صحراؤں میں جلنا لکھ دیا گیا ہو؟
- اللہ عزوجل کے علاوہ کمزوروں کی پشت پناہی کرنے والا کون ہے؟
- گونگا قرآن مجید کا حافظ نہیں ہو سکتا اور اندھا شخص کبھی جگنوؤں کو نہیں دیکھ سکتا۔

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ

کے معاصرین

رہیے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو
ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہم زباں کوئی نہ ہو
بے در و دیوار سا اِک گھر بنانا چاہیئے
کوئی ہمسایہ نہ ہو اور پاسباں کوئی نہ ہو
پڑیئے گر بیمار تو کوئی نہ ہو بیمار دار
اور اگر مر جایئے تو نوحہ خواں کوئی نہ ہو

حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام "سیّد عبداللہ" ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے شہرت پائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار حضرت سیّد سخی شاہ محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو بلند پایہ عالم دین تھے۔

حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۶۱ھ بمطابق ۱۶۸۰ء کو اُچ گیلانیاں ضلع بہاولپور میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی اور پھر قصور تشریف لے گئے اور حضرت حافظ غلام مرتضٰی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہوئے جن کا شمار اس وقت کے نامور علماء میں ہوتا تھا۔

حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حافظ غلام مرتضٰی رحمۃ اللہ علیہ سے عربی و فارسی زبان میں عبور حاصل کیا اور اس کے علاوہ سنسکرت زبان بھی سیکھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مروجہ دینی علوم میں عبور حاصل کیا اور دستارِ فضیلت سے نوازے گئے۔

حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ رات کو وظیفہ پڑھ کر سوتے تھے۔ ایک دن رات خواب میں دیکھا کہ شدید گرمی کا موسم ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سفر میں ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اِدھر اُدھر نگاہ دوڑائی کہ شاید کوئی سایہ دار درخت دکھائی دے اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک جگہ چند درخت دکھائی دیئے آپ رحمۃ اللہ علیہ ان میں سے ایک درخت کے نیچے آرام کی غرض سے لیٹ گئے۔ ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو لیٹے کچھ دیر ہوئی تھی کہ آسمان سے ایک تخت اترا اور وہ تخت جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آیا تو اس پر ایک نورانی بزرگ تشریف فرما تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ

نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے سلام کا جواب دیتے ہوئے پوچھا کیا تم مجھے جانتے ہو؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نفی میں سر ہلا دیا۔ انہوں نے فرمایا میں تمہارا جدامجد ہوں میرا نام سیّد عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ ہے تم مجھے پانی پلاؤ کہ مجھے پیاس لگی ہوئی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے پاس ایک دودھ کا پیالہ تھا میں نے وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ دودھ نوش فرمایا اور اس میں سے کچھ مجھے دے دیا۔ میں نے اسے اپنے لئے سعادت جانا اور وہ دودھ نوش فرمالیا۔ انہوں نے میرے حق میں دعائے خیر فرمائی اور فرمایا کہ تم کسی کامل مرشد کے ہاتھ پر بیعت ہو جاؤ تاکہ تمہیں قلبی سکون میسر ہو۔ یہ فرما کر وہ تخت ہوا میں بلند ہوا اور میری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے اس خواب کا ذکر اپنے والد سے کیا تو انہوں نے خوشی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ وہ تمہارے جدامجد تھے تم ان سے اپنے مرشد کامل کا نام دریافت کرتے تاکہ تمہیں ان کی تلاش میں آسانی ہوتی۔ میں نے والد بزرگوار کی بات سنی تو پریشان ہو گیا۔ والد بزرگوار نے فرمایا تم اپنا معمول کا وظیفہ جاری رکھو اللہ عزوجل تمہاری مشکل آسان فرمائے گا۔ پھر ایک رات خواب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ پر یہ راز کھلا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جدامجد حضرت سیّد عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ کا مزار لاہور کے علاقہ سانڈہ میں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لائے اور حضرت سیّد عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر معتکف ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت سیّد عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے اپنی مشکل بیان کی تو حضرت سیّد عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تمہارا حصہ حضرت شاہ عنایت قادری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہے تم ان کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ اور ان کی خدمت کو اپنے لئے عین سعادت جاننا۔

حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ عنایت قادری شطاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے درس میں شمولیت اختیار کی۔ جب درس ختم ہوا اور تمام طالبانِ حق چلے گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی نشست پر ہی تشریف فرما تھے۔ حضرت شاہ عنایت قادری

شطاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تمہارا کیا مسئلہ ہے تم بھی اب اپنے گھر لوٹ جاؤ؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا حضور! میں جانے کے لئے نہیں آیا بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں رہنا چاہتا ہوں۔ حضرت شاہ عنایت قادری شطاری رحمۃ اللہ علیہ نے سنا تو مسکرا دیئے اور فرمایا میں جانتا ہوں کہ تم کس مقصد کے لئے آئے ہو؟ پھر حضرت شاہ عنایت قادری شطاری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دلی مراد سے نوازا اور بیعت کی سعادت سے سرفراز فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بیعت ہونے کے بعد ہر وقت مرشد پاک کی خدمت میں حاضر رہنے لگے اور مرشد پاک کی خدمت کو اپنے لئے سعادت عین تصور کیا۔

حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد پاک حضرت شاہ عنایت قادری شطاری رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق ارائیں برادری سے تھا جبکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق سادات گھرانے سے تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مرشد پاک کا رنگ اس قدر غالب آیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مرشد پاک کو اپنا قبلہ و کعبہ قرار دے دیا۔ ایک سیّد کے لئے ایک ارائیں کو اپنا مرشد بنانا کسی حیرانگی سے کم نہ تھا اور لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تنقید کا نشانہ بھی بنایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عشق کے مذہب میں ذات اور برادری کی نفی کی اور لوگوں کے طعنوں کے باوجود مرشد پاک سے عقیدت میں کسی بھی طرح کمی نہیں آئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کے طعنوں کو یوں بیان فرمایا۔

عشق اساں نال کیہی کیتی لوک مریندے طعنے
متر پیارے دے کارن نی میں لوک اُلاہمیں سہنی ہاں

حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد پاک حضرت شاہ عنایت قادری شطاری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر پانڈو کے تشریف لے گئے مگر وہاں کے لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قدر نہ کی اور پھر پانڈو کے کی تباہی کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ لاہور مرشد پاک کے پاس واپس تشریف لائے تو مرشد پاک کے حکم پر قصور شہر گئے اور قصور شہر کو رشد و ہدایت کا مسکن بنایا۔

حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سو دس برس کی عمر میں ۱۱۷۱ھ بمطابق ۱۷۸۵ء

میں اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قصور شہر میں مدفون کیا گیا جہاں آج آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک مرجع گاہ خلائق خاص وعام ہے۔

رَانجھا تخت ہزارے دا سائیں ہُن اُوتھوں ہویا چور
بلّھا شاہ اَساں مرنا ناہیں گور پئے کوئی ہور

فرمودات:

- اصل عاشق وہی ہے جو اپنے محبوب کے تصور سے مست و بے خود ہو اور ہر کام سے نا آشنا بن جائے۔
- عشق میں لعن طعن رسم دنیا ہے عاشق کو اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے اور ہمہ وقت محبوب کے خیالوں میں گم رہنا چاہیے۔
- عشق ایک ایسی بازی ہے جسے فرشتے بھی کھیلنے پر راضی نہیں۔
- عشق میں شرم وحیاء کا کوئی کام نہیں اور اگر ناچنے سے محبوب مل سکے تو اس سے اچھا کون سا کام ہوسکتا ہے۔

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ''سہیل'' ہے جبکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے لقب ''نور محمد'' کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار کا نام ہندال ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق کھرل قوم سے ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ۱۴ رمضان المبارک ۱۱۴۲ھ کو چوتالہ میں پیدا ہوئے۔

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کو لوگ ''بابل'' کے نام سے پکارتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس نام کے بارے میں حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ علیہ ایک روز قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ دریا کے کنارے کوئی کشتی موجود نہ تھی۔ وہ حیران ہو کر بیٹھ گئے کہ اچانک ایک لڑکا دریا سے ظاہر ہوا اور ان کا قرآن شریف اپنے سر پر رکھ کر کہنے لگا کہ اپنا ہاتھ میرے کندھے پر رکھو تاکہ دریا عبور کر سکو۔ انہوں نے اس لڑکے سے دریافت کیا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ اس لڑکے نے جواب دیا کہ میرا نام ''بابل'' ہے۔ پھر انہوں نے اس لڑکے کا ہاتھ پکڑا اور وہ انہیں دریا کے پار لے گیا۔ دریا کے پار پہنچنے کے بعد وہ لڑکا غائب ہو گیا۔

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''بابل'' قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا نام تھا اور اہل علاقہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اسی نام سے پکارتے تھے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ، مرشد پاک حضرت مولانا فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہوئے تو انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ''نور محمد'' رکھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نور سے

ایک زمانہ منور ہوا۔

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میاں احمد بہ دودھ والا رحمۃ اللہ علیہ نے قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے قبل دوسری عورتوں کے درمیان آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کو دیکھا تو بغور ان کو دیکھنے لگے۔ دوسری عورتوں نے کہا کہ تم درویش ہو کر بیگانی عورتوں کی جانب دیکھتے ہو جبکہ درویشوں کے لئے یہ کسی بھی طرح مناسب نہیں ہے۔ میاں احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ اس کے پیٹ میں نورِ الٰہی کا ایک شعلہ بھڑک رہا ہے جس کا عکس عرش معلیٰ پر بھی پڑ رہا ہے اور اس شعلہ سے تمام جہاں منور ہو رہا ہے۔

حاجی محمد خان کاتب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت حافظ ناصر الدین رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ نے بچپن میں قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو گود میں اٹھایا ہوا تھا اور انہیں ایک معالج کے پاس لے جا رہی تھیں۔ راستہ میں انہیں میاں محمد ماہ رحمۃ اللہ علیہ ملے تو انہوں نے ان سے پوچھا کہ اس بچے کو کہاں لے جا رہی ہو؟ انہوں نے کہا کہ یہ بیمار ہے میں اسے معالج کے پاس لے جا رہی ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ تم اس بچے کو گھر لے جاؤ یہ لڑکا اہل مشرق و مغرب کا معالج ہے اس کو کسی علاج کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ محمد مسعود مہاروی رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن مجید حفظ کیا اور جب سن شعور کو پہنچے تو لاہور تشریف لے گئے جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیگر علومِ مروجہ کی تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں مزید اعلیٰ تعلیم کے لئے دہلی تشریف لے گئے۔

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ جن دنوں دہلی میں قیام پذیر تھے ان دنوں حضرت مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی دہلی آمد ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دست بیعت کی سعادت حاصل کی۔

حضرت مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے علومِ باطنیہ میں کمال حاصل کرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ چونتیس برس دہلی میں قیام پذیر رہے اس دوران حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ چھ ماہ اپنے وطن مہار شریف اور چھ ماہ دہلی میں پیرو مرشد کی خدمت میں بسر کرتے تھے۔

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مرتبہ یہ سوال کیا گیا کہ علماء کفار کی تعظیم نہیں کرتے اور اہل اللہ ہر مومن و کافر کی تعظیم کرتے ہیں حالانکہ شریعت اور حقیقت میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے پھر ایسا کیوں ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علماء کی نظر کفار کے کفر پر ہوتی ہے جبکہ اہل اللہ کی نظر حقیقت پر ہوتی ہے نہ کہ کفر پر۔

حضرت میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ ہانسی شریف میں رہتے تھے وہ کبھی کبھار قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے مہار شریف تشریف لاتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ' پاک پتن میں قیام پذیر ہوئے تو شہر کا رئیس آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کیمیا کی ترکیب پوچھنے کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تنگ کرنے لگا اور کہنے لگا کہ علی الصبح میں تمہیں ایسا مزہ چکھاؤں گا کہ لوگ تم سے عبرت حاصل کریں گے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو وہ نہیں چاہتا وہ کبھی نہیں ہوتا۔ علی الصبح لڑائی اور قتل و غارت گری شروع ہوگئی اور وہ مارا گیا۔ قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے جب لڑائی جھگڑے کا سنا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ کی خیریت دریافت کرنے کے لئے ایک خادم کو روانہ کیا۔ اس خادم کی ملاقات راستہ میں ہی حضرت میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی تو اس نے ان کی خیریت دریافت کی۔ حضرت میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں خود قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا رہا ہوں تاکہ سارا واقعہ بیان کرسکوں۔ پھر جب آپ رحمۃ اللہ علیہ' قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے تو کہا کہ حضور! وہ کتے آپس میں ہی لڑتے رہے اور سارا ہنگامہ انہی نے کھڑا کیا ہوا تھا۔

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ جامع العلوم ظاہری و باطنی تھے۔ ترک و تجرید آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شعار تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنا بیشتر وقت ریاضت و مجاہدات میں بسر کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ میں تحمل و بردباری کا مادہ بدرجہ اتم موجود تھا۔ حضرت مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حضرت حافظ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ بیعت کے لئے حاضر ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حافظ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ تم نور محمد (رحمۃ اللہ علیہ) کے دستِ حق پر بیعت ہو کیونکہ ان کی بیعت حقیقت میں میری ہی بیعت ہے۔

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۱۲۰۵ھ کو ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مہار شریف میں ہی سپردِ خاک کیا گیا جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بے شمار خلفاء تھے جن میں حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی' حضرت حافظ محمد جمال ملتانی' حضرت حافظ شرف الدین' حضرت غلام محمد جیو' حضرت شیخ نور محمد نارووالہ' حضرت مولوی خدا بخش جیو اور حضرت محمد مسعود جیو رحمۃ اللہ علیہم شامل ہیں۔

فرمودات:

- ہر کام کا دارومدار ایمان پر ہے اور شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کے بغیر ممکن نہیں ہے۔
- جس شخص کے اخلاق سے انسان خوش ہوں اللہ بھی اس سے خوش ہوتا ہے۔
- اللہ عزوجل کے سوا کسی سے حاجت طلب نہ کیا کرو۔
- فقراء کا کام یہ ہے کہ وہ کسی کو نیک کام کا کہے اور دعا دے۔
- اللہ عزوجل کے امور کبھی جمال سے اور کبھی جلال سے چلتے ہیں۔

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار سندھ کے اکابر اولیاء میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم مبارک ''عبداللطیف'' ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار کا نام سیّد حبیب شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۸۹ء میں ہالہ حویلی میں پیدا ہوئے۔

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ عشق تھا اور اکثر ان کی مثنوی کا مطالعہ کرتے رہتے تھے۔

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ نے بھٹ شاہ کو رشد و ہدایت کا مسکن بنایا اور قریباً چالیس برس تک تبلیغ اسلام میں مصروف رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری نے سندھ میں ایک انقلاب برپا کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اشعار کو دین اسلام کی تبلیغ کا ذریعہ بنایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری دین اسلام کے عقائد کی عکاس ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اشعار میں قرآن مجید و احادیث کے حوالہ جات جابجا دیئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عشق حقیقی میں سرشار تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عشق حقیقی کو پانے کا بڑا ذریعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو دیا۔

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کو دین اسلام سے محبت تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ دین اسلام کو اخوت کا سرچشمہ کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ دین اسلام نے سب کو اتحاد و یگانگت کا درس دیا اور دین اسلام میں پاکیزگی بھی ہے اور سچائی بھی ہے اور دردمندی کے جذبات

بھی اس میں کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں تصوف کو بنیادی اہمیت حیثیت حاصل ہے۔ اصل بات جو پرکھنے کے لائق ہے وہ یہ ہے کہ یہ حیثیت روایتی بازگشت ہے یا کہ ایسے محرکات پر مشتمل ہے جو صرف حضرت شاہ عبدالطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ ہی کیلئے مخصوص ہے۔ عرفان و مکان کے لحاظ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر کا بیشتر حصہ سندھ اور اس کے گردونواح کے علاقے میں گزرا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کے تریسٹھ سال میں تجربات ہی تجربات حاصل کئے ہیں جنہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو عامیانہ شاعری سے خالصتاً صوفیانہ رنگ میں تبدیل کیا اور ہر سننے والے کو محو ذوق وشوق عطا کیا۔ چونکہ حضرت شاہ عبدالطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک صوفی منش گھرانے میں آنکھ کھولی۔ تصوف پسند ماحول میں پروان چڑھے اور گوشہ نشین عارفوں اور چلتے پھرتے سالکوں کے ہم صحبت رہے۔ حال وقال اور شعر و نغمہ کی محفلوں سے لطف اندوز ہوئے۔ جنگل جنگل، صحرا صحرا، وادی وادی، بستی بستی گھومے اور صحیفہ قدرت کے بکھرے ہوئے اوراق کا عمیق مطالعہ کیا۔ لیکن ان سب عوامل سے بڑھ کر شاہ کی تصوف پسندی میں جو شاعرانہ وحیاتی عمل بنیادی محرک کی حیثیت رکھتا ہے وہ اغلباً ان کا جوانی کا ایک حادثہ عشق ہے اور اس حادثہ عشق کی پہلی شکست اور دوسری فتح کے درمیان اور اس محرومی کی ایذا پسندی، روحانی ماورائیت اور پراسرار تلاش وتجسس کے جو مرحلے درپیش آئے انہی کی خیالی بازگشت سے حضرت شاہ عبدالطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کی شاعرانہ تصوف پسندی عبارت ہے اور وہی خیالی بازگشت نت نئے روپ میں شاہ عبدالطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کے وجدانی کلام کو حقیقی سوز وگداز عطا کرتی ہے۔

حضرت شاہ عبدالطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ اپنی لازوال شاعری کے ذریعہ لوگوں کو وحدہ لاشریک سے عشق وقربت کا راستہ دکھلاتے ہیں تاکہ انسان زندگی کی بھول بھلیوں میں بھٹکنے کی بجائے صرف اللہ عزوجل کی مدد اور توفیق سے اس کی راہ پاسکے۔ جب کسی بندے پر اللہ

عزوجل کی توفیق توارد ہو جاتی ہے اور اس کے شامل حال ہو جاتی ہے تو اسے توحید کی وہ نعمت عظمیٰ ملتی ہے جو بندے کو معرفت الٰہی کے حقیقی اسرار سے روشناس کرواتی ہے اور اس طرح بندہ اس کے احکام کی اتباع اپنے دل و جان سے کرنے لگتا ہے اور پھر اس کی پرواخت میں وہ وقت بھی آجاتا ہے جب اس کو قرب الٰہی حاصل ہو جاتا ہے۔

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسے قرب کے ثمرے میں مشاہدہ کی وہ لازوال قوت حاصل ہوتی ہے کہ جس سے وہ ذات باری تعالیٰ کا حقیقی مشاہدہ کر کے اپنی ذات کو اس کی ہستی کے اندر مدغم کر لیتا ہے اور پھر اس کی تمام تر زندگی صفات الٰہی کا پرتو بن جاتی ہے۔ جب بندہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو وہ اپنے آپ سے غائب ہو جاتا ہے اس پر غیب و حضور کی دونوں حالتیں طاری ہوتی ہیں وہ حاضر بھی ہوتا ہے اور غائب بھی ہوتا ہے اور مرنے سے پہلے مر جاتا ہے جس کو باعتبار نفس مردہ کہا جاتا ہے جبکہ باعتبار روح زندہ ہوتا ہے۔ وہ جہاں نہیں ہے وہاں موجود ہے اور جہاں موجود ہے وہاں موجود نہیں ہوتا۔ اللہ عزوجل کی ذات میں بالذات الٰہی بھی موجود ہو کر وہ اپنی ذات میں یا اپنی ذات کے اعتبار سے معدوم ہو کر وہ ذات الٰہی کے ساتھ موجود ہوتا ہے اور اپنی ذات میں بھی موجود ہوتا ہے یعنی پہلے وہ نفس پر موت وارد کرتا ہے

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ ذات و صفات مل کر ایک ہو گئے ہیں۔ طالب و مطلوب کے درمیان حد امتیاز ختم ہو گئی ہے۔ یہ امتیاز صرف کوتاہ بینوں کیلئے ہے ورنہ حقیقت کی نظروں سے دیکھا جائے تو خالق اور مخلوق میں ہرگز کوئی دوئی نہیں ہے۔ کسی جگہ وحدت کثرت کے رنگوں میں خود کو آشکارہ کرتی ہے تو کہیں کثرت کے ہنگاموں میں وحدت جلوہ نما ہوتی ہے لیکن ان تمام باتوں کا تعلق ظواہر دیتا ہے کہ جہاں تک حقیقت کی دنیا کا تعلق ہے وہ ہر قسم کی دوئی سے ماوراء اور یکتا ہے اس کا حال غیر محدود ہے اور زمانہ اس کا آئینہ جمال ہے اس کا خیال اور فکر ہمہ گیر ہے اور انسان کی روح میں بھی اس کے

حسن بے مثال کا پرتو ہے۔ کائنات کے حسن کو بھی اس نے متعین کیا ہے اور وہ خود ہی کائنات کا مطلوب ہے اور وہ خود ہی آغاز ہے اور خود ہی انجام ہے۔

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۱۶۵ھ بمطابق ۱۷۵۲ء کو اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک بھٹ میں واقع ہے اور مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔

فرمودات:

- اگر محبوب سے سچی محبت رکھتے ہو تو پہلے چور کے اطوار سیکھو جس کا کام ہی رات بھر جاگنا اور نیند کے سکھ سے دور بھاگنا ہے۔
- جس نے اپنی ہستی کو پہچان لیا اس نے دوسروں پر فوقیت پالی۔
- جو شخص عشق کو اپنا راہ نما اور ضابطہ اخلاق بنالے وہی کامیاب و کامران ہے۔
- جب بندہ بے راہ رو ہو جائے تو اس پر عذاب مسلط ہو جاتا ہے تو جس سے نجات پانا بے حد مشکل ہوتا ہے۔
- موت کو ہمیشہ اپنے تکیے کے نیچے جانو اور امید رکھ کر چھوٹے چھوٹے گناہوں سے گریز کرو تو ذلت و خواری سے محفوظ رہو گے۔
- تمنا عشق انہی کو زیب دیتی ہے جو ہتھیلی پر اپنا سر اٹھائے پھرتے ہیں۔
- جب محبوب چارہ ساز بن جائے تو دل کا ہر آزار ختم ہو جاتا ہے۔

بخش لکھنے والیاں جُملیاں نوں
پڑھن والیاں کریں عطا سائیں
سنن والیاں نوں بخش خوشی دولت
رکھیں ذوق تے شوق دا چا سائیں
رکھیں شرم حیا توں جُملیاں دا
مِٹّی مُٹھ ہی دئیں لنگھا سائیں
وارث شاہ تماماں مومناں نوں
دئیں دین ایمان لقا سائیں

کتابیات

۱۔ کشف المحجوب از سیّد علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ
۲۔ مکاشفۃ القلوب از امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
۳۔ قصص الاولیاء از محمد حسیب القادری
۴۔ شرح قصیدہ بردہ شریف از ابوالکاشف قادری رحمۃ اللہ علیہ
۵۔ شرح ابیاتِ باہو از ابوالکاشف قادری رحمۃ اللہ علیہ
۶۔ تذکرہ اولیائے پاکستان از عالم فقری
۷۔ یادگارِ وارث از پروفیسر ضیاء محمد
۸۔ ہیر وارث شاہ مترجم ابوالحسن قادری
۹۔ اقوالِ اولیاء از علامہ فقیر محمد جاوید قادری رحمۃ اللہ علیہ
۱۰۔ کیفیات از محمد زکی کیفی